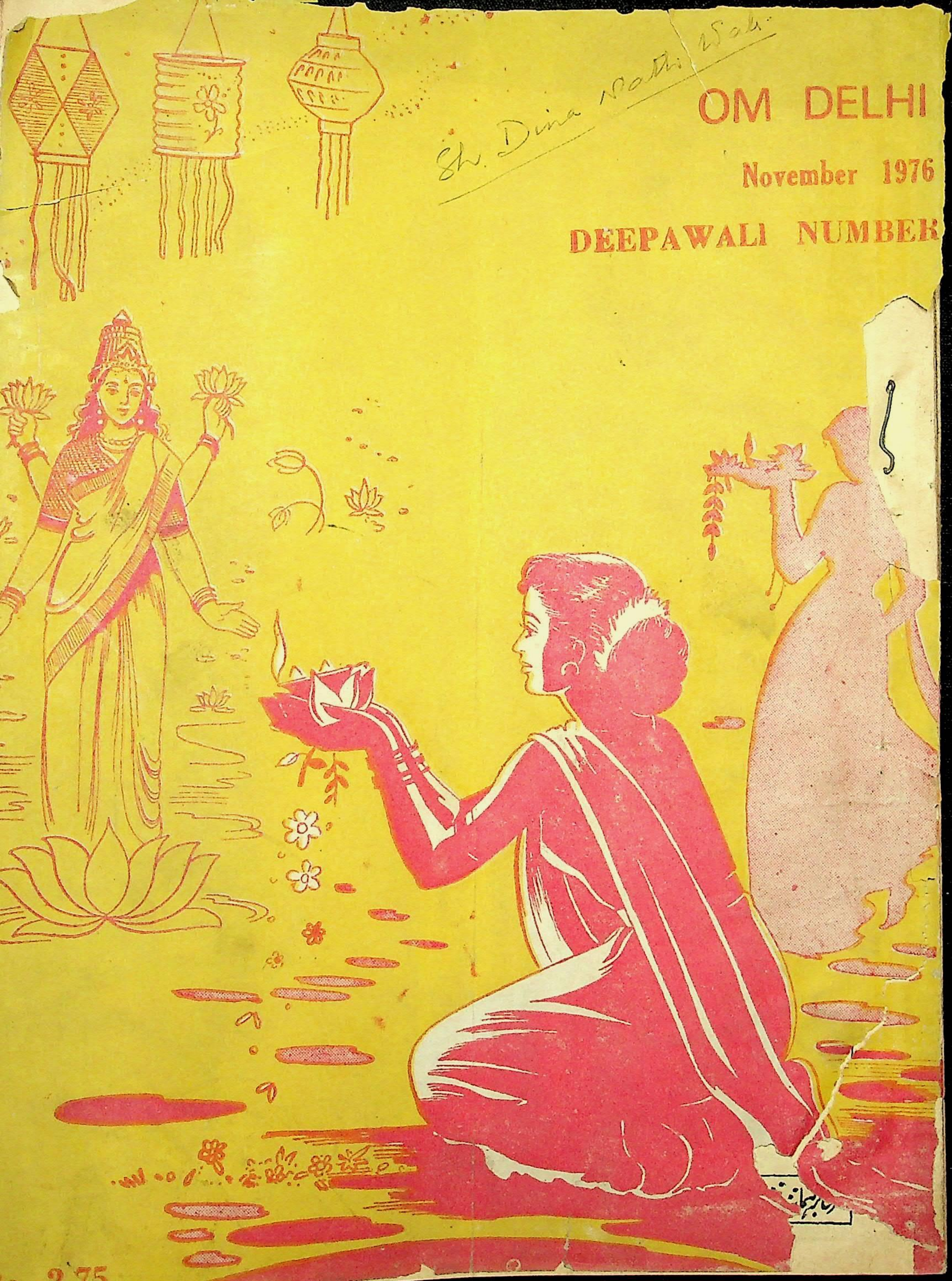
OM DELHI

November 1976

DEEPAWALI NUMBER

Sh. Dina Nath Wali



2.75

روحانیت کے بلند ترین خیالات کا پرچارک

ماہنامہ اوم دلی

اندرون بازار اجمیری گیٹ دہلی

ماہ نومبر ۱۹۷۶ء

قیمت فی پرچہ 2/75 روپے
سالانہ چندہ -/28 روپے
وی۔ پی منگوانے پر -/3 روپے زائد
اسی چندہ میں بالمیکی رامائن حصہ اول قیمت "گیارہ" روپے
اور
سالنامہ جنوری ۱۹۷۷ء "بھگتی انک" قیمت دس روپے بھی دیے جائیں گے

غیر ممالک سے سالانہ چندہ:۔
• بذریعہ بحری ڈاک:۔ -/100 روپے
• بذریعہ ہوائی ڈاک:۔ -/150 روپے

چیف ایڈیٹر
گورکھ ناتھ نندہ
ایڈیٹر
برہمانند نندہ

فہرست مضامین

شری برہمانند نندہ ایڈیٹر پرنٹر پبلشر و مالک نے اعلیٰ پرنٹنگ پریس گلی سوداگران بازار بلیماران دہلی سے چھپوا کر دفتر رسالہ اوم اندرون بازار اجمیری گیٹ دہلی سے شائع کیا

رام رام

گور بانی محلّہ ۵

(گُورو گرنتھ صفحہ ۸۶۵)

رام رام سنگ کر بیوہار ۔ رام رام رام پران آدھار

رام رام رام کیرتن گائی ۔ رمت رام سب رہیا سمائی

سنت جناں مِل بولو رام ۔ سب تے نِرمل پُورن کام

رام رام دھن سنچ بھنڈار ۔ رام رام رام کر آہار

رام رام وِسر نہیں جائی ۔ کر کِرپا گُورو دیا بتائی

رام رام رام سدا سہائی ۔ رام رام رام لِو لائی

رام رام جپ نِرمل بھئے ۔ جنم جنم کے کِل وِکھ گئے

رمت رام جنم مرن نِوارے ۔ اُچرت رام بھئے پار اُتارے

سب تے اُوچ رام پرکاس

نِس باسر جپ نانک داس

محلّہ ۳- ویداں ہیں نام اُتم سو سُنیں ناہیں ۔ پھریں جیوں بیتالیا

کہو نانکؔ جن سچ تجیا کُوڑے لاگے ۔ تِنا جنم جُوئے ہاریا

موت کے نام پیغام

سوامی رام کا آخری مضمون

(از قلم سوامی نارائن شتشیہ سوامی رام)

۲۲ اکتوبر ۱۸۷۳ء مطابق کارتک شدھی ایکم سمت ۱۹۳۰ بدھوار، دیوالی کے عین دوسرے دن سوامی رام تیرتھ کا جنم مُرالی والہ ضلع گوجرانوالہ میں ہوا۔ اور ان کا شریر عین دیوالی کے دن یعنی ۱۷ اکتوبر ۱۹۰۶ء مطابق کارتک بدی اماوس سمت ۱۹۶۳ دوپہر کو مہاراجہ صاحب ٹہری کے سملاسو باغ کے نزدیک بھر گو گنگا میں بہہ گیا۔ خود مستی کا آخری مضمون جس میں رام کی قلم سے بنام ملک الموت حکم صادر تھا۔ رام کی میز پر کھلے اوراق میں بے ترتیب پایا گیا۔ جب اس کے بارے میں رام کے رسوئیا سے دریافت کیا گیا۔ تو اس نے مفصلہ ذیل جواب دیا۔

"گنگا کنارے جانے سے چند گھنٹے پیشتر سوامی جی ان کاغذوں پر کچھ لکھ رہے تھے۔ جس وقت یہ کاغذ سوامی جی کے ہاتھ میں تھے۔ اُن کا چہرہ مست و منوّر تھا۔ آنکھوں سے موتیوں کی لڑی کی طرح آنسو ٹپک رہے تھے۔ قلم اور ہاتھ اس مضمون کو لکھنے میں اس قدر مصروف تھے کہ ایک تار بنے ہوئے تھے، اور من ایسا لین (محو مستغرق) تھا کہ دین و دنیا سے پرے ہٹا ہوا نظر آتا تھا۔ میں کتنی دیر تک پاس کھڑا رہا، مگر میری طرف نظر تک نہ کی۔ گیارہ بجنے والے تھے۔ اطلاع دینے آیا تھا کہ بھکشا (کھانا) تیار ہے۔ کچھ منٹ بعد آپ سمادھی (دھیان) میں ایسے محو و مدہوش ہو گئے کہ قلم بھی ہاتھ سے گر گئی۔ پھر کاغذ بھی چھوٹ گیا۔ جب بہت دیر تک میں کھڑا رہا، اور انہوں نے میری طرف توجہ نہ دی، تو دبی زبان سے میں نے عرض کی کہ "مہاراج! بھکشا تیار ہے۔" مگر کچھ جواب نہ ملا۔

چونکہ دوپہر کا وقت ہو رہا تھا۔ مجھے بھی بھوک نے ستایا ہوا تھا۔ کچھ عرصہ تک تو میں صبر سے خاموش رہا، مگر بہت دیر تک مجھ سے چُپ نہ رہا گیا۔ اس لئے چند منٹ کے بعد پھر عرض کی کہ کھانا تیار ہے۔ اس دفعہ پہلے کی نسبت ذرا زور سے بولا۔ سوامی جی نے میری آواز سُن کر آنکھیں

کھولیں اور پُوچھا "پیارے کیا کہتے ہو؟"

بجواب عرض کی کہ "مہاراج! گیارہ بج چکے ہیں اور کھانا آپ کی باٹ تاک کر رہا ہے۔ اشارہ فرمایئے کہ آپ کے نہانے کی خاطر جل میں اُوپر لے آؤں یا آپ خود گنگا جی پر جاکر اشنان کریں گے؟

مُسکرا کر بولے کہ تم نے ابھی تک کچھ کھایا ہے یا نہیں"۔

بجواب عرض کیا کہ "مہاراج! آج میں بھی اشنان کرکے کھانا کھاؤں گا۔ آپ کو اشنان کرا کر میں نے نہانے کا خیال کیا تھا۔ اس لئے میں نے ابھی تک کچھ نہیں کھایا"۔

میرے اس جواب پر سوامی جی بہت ہنسے اور تعجب سے پُوچھا کہ "پیارے آج تمہارے اشنان کرنے کا کیا سبب ہے؟ تم تو کئی کئی دن اشنان نہیں کیا کرتے"۔

میں نے عرض کی۔ "مہاراج! ایک تو آج دیپ مالا (دیوالی) کا تہوار ہے، دُوسرے سنکراتی ہے اور تیسرے اماوس۔ اس لئے ایسے پُرب کے دن میں اشنان کرکے ہی بھوجن کروں گا"۔

کچھ دن سے سوامی جی کے پاؤں پر ورزش کرتے وقت ایک پتھر سے چوٹ لگی ہوئی تھی۔ اس لئے وہ اُوپر گنگا جل منگوا کر اشنان کرا کرتے تھے۔ مگر میرے اس جواب کے سُننے پر انہوں نے بھی اُوپر کمرے میں جل منگوا کر اشنان کرنا نہ چاہا۔ بلکہ مُسکراتے ہُوئے کہا۔ "اوہو! آج ایسے بھاری پُرب کا دن ہے تو چلو! آج رام بھی گنگا جی میں جاکر اشنان کرے گا۔ آؤ ہم دونوں اکٹھے ہی چلیں"۔

اس طرح ان کاغذات کو میز پر چھوڑ کر سوامی جی گنگا کنارے اشنان کرنے کو چل دیئے اور میں بھی بموجب حُکم ہمرکاب ہولیا ——— "سوامی جی اور میں (رسوئیا) ہر دو اکٹھے گنگا سنان کرنے گئے تھے۔ میں تو اُن کے سنان سے پہلے جھٹ سنان کرکے گنگا کے کنارے بیٹھ گیا اور سوامی جی ورزش کرتے رہے۔ اور قریباً دس پندرہ منٹ تک پتھروں سے خُوب وَرزش کرنے کے بعد سوامی جی گنگا میں داخل ہُوئے۔ بڑے تیز بہاؤ کی جگہ جاکر نہانے لگے۔ جل سوامی جی کی گردن سے کچھ نیچے تک تھا۔ میں نے عرض کی۔ "مہاراج! آگے تیز بہاؤ ہے۔ وہاں مت جائیے۔ مجھے جواب دیا۔ "پیارے! کچھ ڈر نہیں۔ ہم تیرنا جانتے ہیں"۔ ——— سوامی جی اُسی تیز بہاؤ کی جگہ پر جل میں خُوب جمے کھڑے رہے۔ ہاتھ پاؤں خُوب ملنے کے بعد وہاں ایک ڈبکی لگائی۔ پھر دُوسری ڈبکی لگائی۔ اتنے میں پاؤں کے نیچے سے ایک بڑا پتھر بسبب تیز بہاؤ کے نکل گیا اور پاؤں پھسل گیا۔ میں یہ دیکھ کر گھبرایا اور چلّایا۔ سوامی جی نے آواز دی کہ ——— پیارے گھبراؤ نہیں۔ ہم ابھی تیر کر آتے ہیں۔ میرے حواس باختہ ہوتے گئے۔ میں گھبرایا گھبرایا کنارے کے ادھر اُدھر اُوپر نیچے بھاگا، اور مدد کے لئے لوگوں کو بڑے زور سے پکارا۔ مگر بدقسمتی سے باغ میں اُس وقت کوئی آدمی نہ تھا۔ کیونکہ سب لوگ مہاراج صاحب ٹہری کے استقبال کے لئے گئے ہُوئے تھے۔

سوامی جی نے اتنے میں بڑے زور سے اُس بھنور میں غوطہ لگایا، اور وہ اُس بھنور سے تو نکل گئے مگر عین منجدھار کے درمیان آپڑے، اور اُن کا دم ٹوٹنے لگا، اور منہ میں تھوڑا تھوڑا پانی بھرنے لگا۔ جب رام نے دیکھا کہ جسم اب پانی سے قابو ہو کر چلنے لگا ہے۔ تو لاپرواہ ہو کر یوں زور سے بولے۔ کہ "چل پھر ماں کو یاد کر۔ اگر تیری قسمت اسی طرح چلنے کی ہے تو چلا چل"۔

اس طرح کہہ کر ایک دو دفعہ زور سے "اوم" اُچارن کیا۔ اوم اچارن کرنا تھا کہ منہ میں پانی زور سے بھر گیا۔ پھر آہستہ آہستہ لحہ لحہ کے بعد اوم کی آواز سنائی دی اور جسم منجدھار میں زور سے بہنا شروع ہو گیا۔ جوں جوں جسم بہتا گیا۔ رام اپنے ہاتھ پاؤں کو سمیٹتے گئے اور برتی کو دھیان میں لین کرتے گئے۔ آخر کار کوئی دو سو فٹ کے فاصلہ پر پربت کی ایک گپھا میں جہاں منجدھارا کے تیز بہاؤ سے سخت بنا ہوا تھا۔ پانی نے وہاں جسم کو ڈبا دیا۔

ایک ہفتہ کے بعد نعش رام سطح آب پر تیر آئی، اور بمشکل تمام ندی کے بیچ سے کنارے پر لائی گئی۔ جسم بالکل حالت سمادھی میں تھا۔ ہر دو بازو ایک دوسرے پر آلتی پالتی لگائے ہوئے تھے۔ آنکھیں بند گردن کھڑی اور سیدھی۔ منہ اوم بولنے کھلا ہوا اور ٹانگیں ایک دوسرے پر ٹیڑھی کی ہوئی تھیں۔ باوجود آٹھ دن تک پانی میں غرق رہنے کے جسم آبی جانوروں سے بچا رہا۔ نعش کو پاکر سب لوگوں نے "اوم" کا نعرہ لگایا، اور پھر ایک بڑے صندوق میں بند کر کے اُسی بڑی گنگا (بھاگیرتھی) کے حوالے کر دیا۔

رام گنگا سے وصل کرنا اور اُس کی مچھلیوں کی بھینٹ انہیں جانا تھا۔ اس لئے رام نے کئی بار اپنی نظم و نثر میں یوں تحریر فرمایا تھا۔ ؎

گنگا تیتھوں صد بلہارے جاؤں

ہاڑ چام سب وار کے پھینکوں۔ یہی پھول بتاشے لاؤں
من تیرے بندوں کو دے دوں۔ بدھ دھارا میں بہاؤں
پاپ پن سبھی سلگا کر۔ یہی تیری جوت جگاؤں
تجھ میں پڑوں تو تو بن جاؤں۔ ایسی ڈبکی لگاؤں
رمن کروں ست دھارا ماہیں نہیں تو نام نہ رام دھراؤں
گنگا تیتھوں صد بلہارے جاؤں

سوامی رام کا موت کے نام پیغام

اِندر، رُدر، مرت، برھما، وشنو، شو، گنگا، بھارت

او موت! بیشک اُڑا دے۔ اس ایک جسم کو۔ میرے اور اجسام ہی مجھے کم نہیں، صرف چاند کی کرنیں، چاندی کی تاریں پہن کر چین سے کاٹ سکتا ہوں، پہاڑی ندی نالوں کے بھیس میں گیت گاتا پھروں گا۔ بحر مواج کے لباس میں لہراتا پھروں گا۔ میں ہی باد خوش خرام، نسیم مستانہ گام ہوں۔ میری یہ صورت سیلانی ہر وقت روانی میں رہتی ہے۔ اس روپ میں پہاڑوں سے اُترا، مرجھاتے پودوں کو تازہ کیا۔ گلوں کو ہنسایا،

بُلبُل کو رُلایا، دروازوں کو کھڑکھڑایا، سوتوں کو جگایا، کسی کا آنسو پونچھا، کسی کا گھونگھٹ اُڑایا۔ اِس کو چھیڑ، اُس کو چھیڑ، تجھ کو چھیڑ، وہ گیا، وہ گیا، نہ کچھ ساتھ رکھا، نہ کسی کے ہاتھ آیا۔

گنگا جی پر سوامی رام کی شردّھا

ندیاں دی سردانہ گنگا رانی۔ چھینٹے جل دے دین بہار، گنگا رانی!
ساٖنوں رکھ جندڑی دے نال .. .. گنگا رانی!
کدے وار کدے پار .. .. گنگا رانی!
شو شو غوطے گن گن مار .. .. گنگا رانی!
تیریاں لہراں رام اسوار .. .. گنگا رانی!

MOTHER OF MIGHTY RIVERS
ADORED BY SAINT AND SAGE,
THE MUCH BELOVED PEERLESS GUNGA,
FAMOUS FROM AGE TO AGE.

اے بڑے بڑے دریاؤں کی ماں۔ جس کی پرستش بُزرگ اور کامل فقیروں نے کی ہے۔ اے پیاری لاثانی گنگا جو ایک مُدت سے مشہور و معرُوف ہو رہی ہے۔

تیری لہریں خود بخود بلا سوچے سمجھے موجزن ہیں۔ لیکن تُو جو کہ نعرہ زن طُغیانی کی بھبیانک رُوح رواں ہے اور ابھی تک صدیوں سے ایک دیوتا کی طرح پُوجی گئی ہے، اور اب بھی پُوجا جاری ہے۔ تیری پرستش اَدنےٰ درجہ کے لوگوں نے ہی نہیں کی۔ بلکہ مشہور و معرُوف کامل فقیروں نے تیرے نام کی پُوجا کی ہے۔

شُدھ پوتر اور وشال چت یعنی پاک وصاف اور فراخدل والی گنگا۔ حقیقی فخر کے ساتھ اپنے شفاف پانی کو اپنے ہر دو جانب کے بلند کناروں کے بیچ میں بہاتے ہُوئے جاری ہے۔ سہ

کفن باندھے ہُوئے سَر پر کنارے تیرے آ بیٹھے
ہزاروں طعنے اب ہم پر لگائے جس کا جی چاہے

رام نے تو اگر خود گنگا کو اپنے چرنوں سے نکلتی ہُوئی نہ دیکھا، تو لوگ اُس کا جسم گنگا کے اُوپر رواں ضرُور دیکھیں گے۔ گنگا میں پڑی ہُوئی ہڈیاں وارثوں کو واپس کیسے مل سکتی ہیں؟ البتہ ملنے کے خواہشمند اپنی ہڈیاں بھی حوالۂ گنگ کر دیں، تو شاید میل ہو جائے۔ کچھ مُشکل تو نہیں ——— من کا مانسرور اُمرت سے لبالب ہو رہا ہے۔ آنند کی ندی ہردے میں سے

بہہ رہی ہے۔ اننت کرن کرت کرت اور گدگد ہے۔ وشنو کے اندر ستوگن اتنا بھرا کہ سما نہ سکا۔ اس چشمۂ ستوگن سے پیروں کی راہ ستوگن گنگا جاری ہو گئی۔ ٹھیک اس طور پر پرم آنند سے بھرپور رام بھگوان جس کا برھم آنند سمیٹے سے سمٹتا نہیں۔ پورن آنند کا چشمہ بن کر آنند آنند کی ندی سنسار کو بھیج رہا ہے۔ خوشحالی اور فارغ البالی کی بادِ نسیم روانہ کر رہا ہے۔ سچی آزادی۔ گنگا کے منبع کی جانب عروج کرنا ہی ہے۔

راگ آسا۔ تال دادرا

گنگا کا ہے کنار۔ عجب سبزہ زار ہے | بادل کی ہے بہار۔ ہوا خوشگوار ہے
کیا خوشنما پہاڑ پہ وہ چشمہ سار ہے | گنگا دھنی سُریلی ہے کیا لطف دار ہے
آ دیکھ لے بہار کہ کیسی بہار ہے

وقت صباح عید تماشا تیار ہے | گلگونہ منہ پہ مل کے کھڑا گلعذار ہے
شاہِ فلک سے یاں جو ہوئی آنکھ چار ہے | مارے شرم کے چہرہ بنا سرخ نار ہے
آ دیکھ لے بہار کہ کیسی بہار ہے

گنگا کے رو صفا سے پھیلتی نہ گر نظر | لہروں پہ عکس مہر کا کیوں بے قرار ہے
وشنو کے شو کے گھر کا اساس یہ گنگ ہے | یاں موسمِ خزاں میں بھی فصلِ بہار ہے
آ دیکھ لے بہار کہ کیسی بہار ہے

ساقی وہ مے پلاتا ہے ترشی کو ہار ہے | دلدار خوش ادا تو سدا ہمکنار ہے
واہ کیا مزے سے کھانے کو غم کا شکار ہے | ورشن شرابِ ناب سخن دل کے یار ہے
آ دیکھ لے بہار کہ کیسی بہار ہے

باہر نگاہ کیجئے تو گلزار ہے کھلا | اندر سرور کی تو بھلا حد کہاں دلا
کالج قدیم کا یہ سرِ مو نہیں ہلا | پڑھاتا معرفت کا سبق میرا یار ہے
آ دیکھ لے بہار کہ کیسی بہار ہے

مستی مدام کار یہی روزگار ہے! | گل بیں نگاہ پڑتے ہی خم پر کس کا خار ہے
کیوں غم سے تو نزار ہے کیوں دل فگار ہے | جب رام قلب میں تیرے خود یارِ غار ہے
آ دیکھ لے بہار کہ کیسی بہار ہے

سوامی رام کے چرنوں میں

عقیدت کے پھول

(از قلم امیر الشعرا دیوان پنڈی داس جی قمر)

رام تیرتھ نام نامی نازشِ ہندوستاں
رام تیرتھ نورِ حق کا نور ہے جلوہ فشاں
رام تیرتھ ذاتِ اقدس راہ نمائے گمرہاں
کیوں نہ میں صدقے کروں خاکِ قدم پر جسم و جاں

بیٹھے بیٹھے یاد آئی صاحبِ توقیر کی!
جس کی اب تک خاک میں تاثیر ہے اکسیر کی

بالاتر ہے آسماں سے اس زمیں کی خاک بھی
مل کے اس روح سے ہوئے جب پاک تر ناپاک بھی
جس جگہ خوشحال ہیں آکر دلِ غمناک بھی
خود بخود سلتا گیا چاکِ دلِ صد چاک بھی

رام تیرتھ پر ہمیشہ آفریں صد آفریں
جس کا ہر اک حرف ہے آئینۂ عین الیقیں

بیٹھتا ہے جس گھڑی باگیشوری کی دھار پر
ہے گماں پھولوں کا تیری آنکھ میں ہر خار پر
گونجتا ہے اوم کا نعرہ لبِ اظہار پر
اور منقش ہے تو ہی گلشن کے برگ و بار پر

دھرم پر مٹنے سے پائی وہ مبارک زندگی
چشمِ حق بیں کے لئے دائم ہے یہ تابندگی

سر بسر علم و عمل ہر ایک تیری بات ہے
روزِ روشن سے زیادہ تیرے حق بیں بات ہے
غیر ملکوں کے لئے تو ہند کی سوغات ہے
نام تیرا رام تیرتھ دافعِ ظلمات ہے

در حقیقت تھی یہی ست جگ کے اندر روشنی
دیکھ لی کل جگ میں صورت جو کبھی دیکھی نہ تھی

چومتے ہیں خاک تیری تیرے مر جانے کے بعد
خود خدا تجھ پر فدا ہے۔ اپنے بیگانے کے بعد
ہے "الف"[۱] تازہ ابھی ہر ایک افسانے کے بعد
یادِ گل باقی ہے دل میں پھول مرجھانے کے بعد

رام تیرتھ شمس بن کر دو جہاں روشن کرے
اور قمر آ کر یہاں دامن مرادوں سے بھرے

۱۔ رسالہ الف

نُور نانک

از

وَیدراج شری جمیعت رائے بہل سپحدانند

قلم خُوشی دے آنسُو بہا رہی اے جنم دِن وِدھائی مشہور نانک
واہ واہ محفلاں لگیاں قدر داناں طرح مصرح مضمون ہے نُور نانک
جنمے اجّد سے دِن گورو دیو نانک سنگل سرشٹ اُتّے جے جے کار ہوئی
آئے دیوتا پھُلاں دی کرن ورشا درشن کرن لئی خلق تیار ہوئی
ماتا پِتا نُوں خُوشی دا چن چڑھیا نانک جیہا ست کرتار ہوئی
جامے وِچ نہ مات سمار ہی مُڑ مُڑ چُمدی جان نثار ہوئی
سوہنا مُکھڑا چن جوں چودھویں دا انگ ساک دیکھن ہو مسرور نانک
نانک بادشاہاں دا وڈا شہنشاہ اے آیا رب دا بھیجیا نور نانک
تیرے شبد نرول انمول وڈے بُدھی وان ہو بھید تُوں پا لیئے
گرنتھ صاحب وڈا گورو ساریاں دا بانی پریم دی پُشپ چڑھا لیئے
آدے پرم آنند آنند گورو دھا اندر مندر دے جوت جگا لیئے
بانی رس بھری مٹھی شہد وانگوں شبد سُرت سنگ لَو لگا لیئے
عاجز ہیں نماناں ہاں شرن تیری میری کویتا تیرے حضور نانک
سنت سادھ فقیر دا شہنشاہ تُوں آدجوت نرنکار دا نور نانک
ست گور عالم باعمل دا پہن جامہ ساری عمر رہے آپ اُپدیش کردے
سب نُوں بھگتی پریم دا سبق دے دے چوراں یاراں دے دُکھ کلیش ہردے
پریمی بھگتاں تے سنتاں دی رکھیا لئی چھڈے خویش قبیلڑا دیس گھر دے
رمتے رہن اوہ سدا پرچار کارن جیہڑے کرن یقین ہمیش تر دے
نام وان ہیں تُوں بخشو مہر سیتی تیرے بھرے خزانے بھرپور نانک
داس جان قصُور سب معاف کرنے مُشکل طرح مضمون ہے نور نانک
اتفاق اک دن راتیں خواب ڈٹھا ستگور پریم دی محفل لگائے بیٹھے
ارد گرد کئی سنگتاں سج رہیاں بھگت سنت کئی آسن جمائے بیٹھے

سبھے نام دی مستیاں وِچ رنگے نال ستگوراں پریت نبھائے بیٹھے
اوتھے قوم تے مذہب دی جا ناہیں ہندو سکھ مسلم سبھے آئے بیٹھے

ہر دم وِچ آنند خمور رہندے رہندے خوشی ٹپکدی نگہہ مسرور نانک
سوہنا مکھڑا تیج سروپ سندر متھا چمکدا اِنج جیوں نور نانک

مینوں معاف کرنا وڈا کوی ناہیں شردھا نال میں نظم تیار کیتی
میں تے ستگوراں دا ایچاہاں سیوک نہیں ٹھیک تے غلط وچار کیتی

طاقت قلم وِچ نہیں زبان اندر میری عرض اِیہہ کرنی منظور نانک
ساری وِچ دنیا اے مشہور ہویا آپے سچدانند ہے نور نانک

گورو نانک

کوی لوکناتھ دِل

گورو نانک پیامِ زندگانی لے کے آیا تھا
خدائی میں خدا کی ہی کہانی لے کے آیا تھا

غریبوں کی غریبی دیکھ کر اکثر تڑپ اُٹھتا
ازل سے ایسا ہی سوزِ نہانی لے کے آیا تھا

خمارِ حق سے یقیں لبریز اُس کی خوشنما آنکھیں
لُٹانے کو خمارِ جاودانی لے کے آیا تھا

صداقت کا وہ بندہ تھا شرافت اُس کا شیوہ تھا
تھا خود فانی جلالِ غیر فانی لے کے آیا تھا

بیاں کرتا تھا خوش انداز سے باتیں خداوند کی
خداوند سے حسیں جادو بیانی لے کے آیا تھا

جہاں کے ذرّے ذرّے میں جہاں والا نظر آیا
نگاہوں میں ادائے کامرانی لے کے آیا تھا

بظاہر دیکھنے کو خاک کا پُتلا ہی تھا اے دِل
مگر دِل میں وہ نورِ آسمانی لے کے آیا تھا

پرم ہنس سوامی رام تیرتھ جی مہاراج ایم۔ اے

کے

لیکچر کا اختصار

(از قلم شری برہمانند جی اگروال)

(مَیں کیا ہُوں۔ میرا فرض کیا ہے۔ مجھے کیا کرنا ہے)

بیرُونی ———— اندرُونی
جسم ———— مالک جسم

بیرُونی جسم: آدمی، پنچ تتو (مادہ)

اندرُونی مالک جسم: جیو، الپگیہ، محدُود — ایشور، سروگیہ، لامحدُود

ہمیشہ آدمی کی دو نگاہیں ہُوا کرتی ہیں۔ ایک بیرُونی، دُوسری اندرُونی۔ بیرُونی یعنی ظاہری نگاہ سے دیکھنے والا ہمیشہ دھوکا کھاتا ہے۔ لیکن اندرُونی یعنی باطنی نگاہ والا دھوکے سے بچا رہتا ہے۔ بلحاظ ظاہری صورت کے مَیں جسم ہُوں۔ لیکن بالحاظ اندرُونی صُورت کے مَیں مالک جسم ہُوں۔ جب ہم کہتے ہیں، کہ میرا قلم۔ تو اِس سے صاف ظاہر ہے کہ مَیں قلم کا مالک ہُوں۔ اِسی طرح جب میرے مُنہ سے خود بخود نکلتا ہے۔ "میرا جسم، میرا ہاتھ"۔ اور یہ نہیں نکلتا کہ "مَیں جسم یا مَیں ہاتھ"۔ تو اس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ جسم کا مالک ہُوں، جسم نہیں ہُوں۔ اب جسم کی بھی دو صُورتیں ہوتی ہیں۔ ایک بیرُونی دُوسری اندرُونی۔ بیرُونی یا ظاہری صُورت سے تو آدمی ہے۔ لیکن اندرُونی صُورت سے کیا ہے؟ پنچ تتو (مادہ) تمام دُنیا ہی اِنہی پنچ تتوں سے بنی ہُوئی ہے۔ لہذا مَیں بالحاظ جسم کے تمام دُنیا سے ایک ہُوں۔ اگر کوئی جزو اپنے کو کُل سے ابھید نہ کرے، تو قائم نہیں رہ سکتا۔ اگر ہاتھ کہے کہ "محنت تو مَیں کروں اور کھانے کو یہ پیٹ۔ مَیں پیٹ کی پرواہ نہیں کرتا"۔ تو ہاتھ بھی قائم نہیں رہ سکتا، بلکہ دِن بدن سُوکھتا جاوے گا۔ کیونکہ اگر پیٹ کو کھانے نہ دے تو ہاتھ میں بھی طاقت نہیں آسکتی۔ اِسی طرح اگر یہ جسم اپنے کو تمام دُنیا سے ابھید نہ کرے تو قائم نہیں رہ سکتا۔ اگر تم اپنے کو

بیرونی صورت یعنی جسم ہی مان بیٹھے ہو۔ تب بھی تم کو تمام دنیا میں اپنا ہی سروپ دیکھ پڑے گا۔ کیونکہ تمہارا اور تمام دنیا کا تتو (مادہ) وہی ہے۔ اب ذرا "میں" کی اندرونی صورت مالک جسم کی طرف غور کرو۔ اس کی بھی دو نگاہیں ہیں۔ ایک اندرونی اور دوسری بیرونی۔ بلحاظ بیرونی اس کو جیو یا روح کہتے ہیں۔ بلحاظ اندرونی اس کو خدا یا ایشور۔ جس طرح اقلیدس کی شکلیں ثابت کرنے کے لئے اصول موضوعہ و علوم متعارفہ کی ضرورت ہوا کرتی ہے۔ اسی طرح اس میں کو ثابت کرنے کے لئے بھی کچھ ایشور کی صفات ماننی پڑیں گی۔ تمام مذہب و عقیدے اس بات کو تو ضرور تسلیم کرتے ہیں۔ کہ ایشور لامحدود سرو ویاپک، قادر مطلق ہے۔ لامحدود کے معنی ہیں جو دیش کال وستو سے پرے ہو۔ یعنی اس سے آزاد ہو۔ دیش بھید یہ ہے کہ کوئی چیز یہاں ہے وہاں نہیں۔ کال بھید یہ ہے کہ کوئی چیز آج ہے کل نہیں۔ وستو بھید یہ ہے کہ یہ چیز کوئی اور ہے۔ جب ہم کسی چیز کو دوسری چیز سے علیحدہ کرتے ہیں، تو ہم ان دونوں کو محدود کرتے ہیں۔ لامحدود وہ ہے کہ جس سے کوئی چیز ایک لمحہ کے لئے بھی جدا نہ ہو سکے۔ اگر ایشور اور ہے، جیو اور ہے تو اس کی لامحدودیت میں فرق آتا ہے۔ اگر یہ کہیں کہ جیو ایشور کا ایک ٹکڑا ہے تو یہ بھی نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ لامحدود وہ ہے جس سے کوئی چیز علیحدہ نہ رہ سکے۔ سرو ویاپک کے معنی:۔ اگر کوئی چیز کسی میں سرو ویاپک ہے، تو وہ وہی چیز حقیقت میں ہوتی ہے۔ بلحاظ ظاہری شکل و صورت کے گو وہ ایک نہ ہو۔ لیکن بالحاظ اصلیت وہ ایک ہے۔ جیسا کہ برف کی شکل کچھ اور، پانی کی شکل کچھ اور۔ لیکن سب کی اصلیت وہی پانی۔ اگر جیو کوئی اور ہے، ایشور کوئی اور تو اس کے سرو ویاپک ہونے میں کمی پڑتی ہے۔ کیونکہ جتنی جگہ میں جیو ہے، اتنی جگہ میں ایشور نہیں ہو سکتا۔ اگر وہ کوئی مختلف چیز ہے جس طرح کہ نمک۔ اگر پانی میں ڈال دیا جائے تو وہ حل ہو جاوے گا۔ کیونکہ وہ مختلف چیز ہے۔ اس لئے سرو ویاپک نہیں۔ بلکہ سرب آردپت ہے۔ کیونکہ ہم نمک اور پانی کو بذریعہ عمل کیمیائی الگ تھلگ کر سکتے ہیں۔

ایک دفعہ اکبر نے اپنے وزیروں سے پوچھا کہ وہ کونسا کام ہے جو میں کر سکتا ہوں اور خدا نہیں کر سکتا۔ اس کے وزیروں نے جواب دیا کہ اگر آپ کسی رعایا سے ناراض ہو جاویں تو اس کو اپنے ملک سے باہر نکال سکتے ہیں، لیکن خدا کسی کو اپنے سے باہر نہیں کر سکتا۔ ایسی کوئی جگہ ہی نہیں جہاں کہ وہ نہ ہو۔ قادر مطلق (سرو شکتیمان) کے معنی یہ ہیں کہ وہ تمام طاقتوں کا منبع ہے۔ جب جیو کی ہم کوئی اور شکتی مانتے ہیں، اور ایشور کی کوئی اور۔ تب ہم ایشور کے قادر مطلق ہونے میں کمی ڈالتے ہیں یعنی وہ شکتیاں جو جیو میں ہیں۔ ایشور میں نہیں۔ لہذا وہ قادر مطلق نہ ہوا۔ اس لئے ہم کو جیو اور ایشور ایک ہی ماننا پڑے گا۔ ہمارے شاستر کاروں نے جیو کو الپگیہ اور ایشور سروگیہ مانا ہے۔ چونکہ یہ دونوں متضاد صفات ہیں۔ اس لئے ان دونوں کے قیام کے لئے ایک آدھار کی ضرورت ہے۔ وہی ایشور ہے

جس طرح سردی، و گرمی دُو متضاد چیزیں ہیں۔ لیکن دراصل وہ گرمی کی دُو حالتیں ہیں۔ ۳۵ یا ۳۶ درجہ کی حرارت کا نام سردی رکھ چھوڑا ہے اور ۹۰ یا ۱۰۰ درجہ کی حرارت کا نام گرمی رکھا ہُوا ہے۔ اِس لئے ثابت ہُوا کہ گرمی و سردی صرف حرارت کے درجوں کے نام ہیں۔ گویہ ظاہرا دونوں متضاد چیزیں نظر آرہی ہیں۔ لیکن ان کی اصلی حرارت اِن دونوں میں موجود اور ان سے پَرے ہے، اور اسی کے سہارے یہ دونوں قائم ہیں۔ یہی حالت دُکھ سُکھ وغیرہ دُوسری باہم متضاد چیزوں کی ہے۔ جیسے روشنی۔ اندھیرا۔ روشنی کے کم درجوں کا نام اندھیرا (جس میں بلّی، چمگادڑ وغیرہ دیکھتے ہیں) اور روشنی کے زیادہ درجوں کا نام چاندنا (جس میں آدمی وغیرہ دیکھتے ہیں) لیکن روشنی تو ان ہردو میں موجود اور ان سے نرالا ہے۔ اِسی طرح جب ہم باہم متضاد کی حقیقت سے واقف ہوکر اپنے (اصلی سُروپ) کا انُوبھو کرنے لگیں گے۔ تو شُبھ اوک اور قدرتاً ہم سے پریم کے چشمے بہہ نکلیں گے۔ دُنیا ہماری غلام ہو جاوے گی۔ آنند ہماری بادشاہت ہوگی، خود غرضی سے دُور، پریم سے بھرپور دِل ہوگا، اور چاروں طرف آنند ہی آنند مُنہ دِکھائے گا۔ ؎

تو کو تُو اتنا مِٹا کہ تُو نہ رہے — اور تجھ میں دُوئی کی بُو نہ رہے
جستجو بھی حجاب حسن ہے — جستجو ہے کہ جستجو نہ رہے!
آرزو بھی وصال پردہ ہے — آرزو ہے کہ آرزو نہ رہے

پرچہ نہ ملنے کی اِطلاع

رسالہ آدم کے خریداران سے نویدن ہے کہ :—

(۱) اپنے پتہ والی چٹ کو بغور ملاحظہ فرماویں۔ اگر اُس میں کوئی غلطی نظر آوے تو ہمیں فوراً مطلع فرماویں تاکہ درستی کی جاوے اور غلط پتہ کی وجہ سے آئندہ پرچہ گم نہ ہو۔

(۲) پرچہ نہ ملنے کی اِطلاع اُسی ماہ کی ۱۰ر یا ۱۵ر تاریخ کے اندر دینا ضروری سمجھیں۔ دُو یا تین ماہ کے بعد شکایت کرنا بےسُود ہوگا۔ ہر خریدار کو قواعد کی پابندی لازمی ہونی چاہیئے۔

(۳) ۱۰ر یا ۱۵ر تاریخ تک شکایت ملنے پر ہم پرچہ دوبارہ فری بھیجدیتے ہیں۔ اگر نہ ملے تو سہ بار بھی بھیج دیا جاتا ہے۔ نمبر خریداری کا حوالہ دینے پر جلدی تعمیل کی جاتی ہے۔

اگر پرچہ کے نہ پہنچنے کی عام شکایت ہو تو اپنے علاقہ کے سُپرنٹنڈنٹ ڈاکخانہ جات کو درخواست دینی چاہیئے۔ تاکہ آپ کی ڈاک کا سلسلہ درست ہو سکے۔

"مینیجر"

پریم، بھگتی اور یوگ

از شری ملک راج جی طالب ہردوار

کسی کے روپ یا گُن کو دیکھ کر اس پر مائل ہونا اُس کی خواہش کرنا یعنی اس میں انوراگ ہونا اس کا نام پریم ہے۔

پریم کا سوروپ

پریم کا سوروپ زبان سے بیان نہیں کیا جا سکتا۔ کیسے جیسے گونگے کو گڑ ھیا اور لذیذ چیزوں کے کھانے میں آنند آتا ہے۔ لیکن اُس آنند کو وہ کہہ کر نہیں بتلا سکتا۔ اسی طرح پریم کا آنند پریمی جا نتا ہے۔ لیکن پریم میں کتنا سواد ہے، کتنی مستی ہے، کتنا سکھ ہے۔ یہ وہ زبان سے بتا نہیں سکتا کسی سچے پریمی نے خوب کہا ہے کہ "جس طرح سمندر میں لہریں اُٹھتی ہیں، اور پھر اُسی میں سما جاتی ہیں۔ اسی طرح پریم میں سب رس اور تمام بھاو ترنگت ہوتے ہیں اور ولین ہو جاتے ہیں"۔

پریم میں بل ہے، ساہس ہے۔ دُکھ برداشت کرنے کی شکتی ہے۔ اتنا ہی نہیں۔ پریم وہ امرت پان ہے، جو مُردے کو بھی زندہ کر دیتا ہے۔ پریم وہ جوتی ہے جو اندھوں میں بھی دیکھنے کی شکتی پیدا کر دیتا ہے۔ جو پریم کے متوالے ہیں، وہ موت کو بھی اپنا دوست بنا لیتے ہیں۔ مصیبتوں سے مقابلہ کرنے میں انہیں آنند آتا ہے۔ ترا شا کے ساتھ زندگی بھر لڑتے ہیں، لیکن پیچھے قدم نہیں کرتے۔ بلکہ پریم کی مستی میں چُور ہو کر گاتے ہیں۔ کہ ؎

تیرا پریم ہلاہل پیارے اب تو سُکھ سے پیتے ہیں
برہ سدھا سے بچے ہوئے ہیں مرنے کو ہم جیتے ہیں

اے پیارے تیرے پریم کا زہر ہم خوشی سے پیتے ہیں۔ تیرے برہ کے امرت سے اپنی رکشا کر کے مرنے کے لئے ہی ہم جی رہے ہیں۔ سچ ہے پریمیوں کی دُنیا اُلٹی ہوتی ہے۔ بلوا منگل نے پریم کی مستی میں ندی میں بہتے ہوئے مُردہ کو ناؤ سمجھ کر اس کے سہارے سے اُس نے اپنا راستہ طے کیا۔ چھت سے لٹکتے ہوئے سانپ کو رسی سمجھ کر اُسے پکڑ کر پیاری کے سونے کے کمرے میں پہنچا۔ برسات کی اندھیری رات، بارش کی طوفانی بوندیں اور ہوا کے خوفناک جھونکے بلوا منگل کے دل میں اُٹھے ہوئے پریم کے طوفان کے آگے

بیکار ہوئے۔ مجنوں لیلےٰ کا، فرہاد شیریں کا دیوانہ بنا، در در کی خاک چھانی، پہاڑ پتھروں سے ٹکرایا۔ وانوں دانوں کیلئے دونوں محتاج بنے۔ آخر میں مرنے کی گھڑی آئی۔ پھر بھی اپنے پریم سے باز نہ آئے۔ یہ ہے پریمی دنیا کے نمونے۔ کسی کوی نے ٹھیک کہا ہے۔

وہ سر نہیں جس میں کہ ہو سودا نہ کسی کا

وہ دل نہیں جو دل نہ ہو دیوانہ کسی کا

یوں تو پریم پرواہ کی اننت دھارائیں ہیں۔ لیکن در اصل اس کے خاص راستے دو ہیں۔ ایک بناوٹی اور دوسرا قدرتی۔ (یعنی لوکک اور پرلوکک) بناوٹی (لوکک) اُسے کہتے ہیں، جو کہ سنسارک سکھ کی خواہش سے کیا جاتا ہے۔ قدرتی (پرلوکک) اُسے کہتے ہیں، جو کہ پریم پوجیہ پرمیشور سے سمبندھ رکھنے کے لیئے کیا جاتا ہے۔

لوکک ــ یعنی ــ بناوٹی پریم

لوکک پریم یہ اصلی پریم نہیں ہے۔ کیونکہ اس پریم کا مُدعا صرف اندریہ بھوگ میں پھنسنا ہے۔ میں دھنوان بنوں۔ میرا نام بڑھے، مجھے استری سکھ ملے، میں سب سے بڑا کہلاؤں، میں راج سلطنت کا مالک بنوں، ہر طرف مجھے اونچی سے اونچی پدوی ملے اور میں سورگ بھوگوں۔

لوکک یعنی (بناوٹی) پریم میں انہیں اندری سکھوں اور واسناؤں کا غلبہ رہتا ہے۔ انسانی شریر میں اندری سکھ واسناؤں کا غلبہ آنے سے منشیہ آدمی اپنے اصلی کرتویہ سے گر جاتا ہے۔ پتت ہو جاتا ہے۔ کارن یہ ہے کہ دیوتاؤں کو بھی دُرلبھ ہے۔ ایسے اس منشیہ دیہہ کا استعمال بھوگ میں مائل ہونا نہیں ہے۔ کہا ہے کہ:

اس منشیہ شریر کا پھل وشیہ بھوگوں کا پورتی نہیں ہے۔ وشیہ بھوگ میں رہ کر اگر آدمی کو سورگ بھی مل جائے، تو وہ سورگ تھوڑے وقت کے لیئے ہوگا، اور اس تھوڑے سے سورگ سکھ کے نتیجہ کے طور پر آخر میں بھاری دُکھ بھوگنے ہوں گے۔ لگ بھگ اسی بات کو بھگوان شری کرشن چندر جی نے ارجن کو اس طرح سمجھایا ہے۔ کہ

"اے ارجن! تو اندری سکھ کے موہ میں مت پڑ۔ کیونکہ اندریاں انسان کے من کو ہلانے والی ہیں، بڑی ہی چنچل ہیں۔ بھلے بھلوں کا من زبردستی سے اپنی طرف کھینچ لینے والی ہیں۔ پھر یہ اندریاں آپس میں پورے طور سے دُشمن اور مہان مطلب پرست ہیں۔ کلیان مارگ کے لیئے یہ ساکھشات وگھن روپ ہیں۔ گیتا ادھیائے ۲ شلوک ۶۰"

بھگوان شری کرشن جی اتنا ہی کہہ کر خاموش نہیں ہوئے۔ بلکہ پھر ارجن کو اس طرح سمجھاتے ہیں:

"جو آدمی مجھ پر یا میرے بچنوں پر وشواس نہیں کرتے ہیں۔ میرے بتائے ہوئے راستے پر نہیں چلتے ہیں۔ وہ بھرشٹ بدھی یعنی ناقص عقل کے ہیں۔ سب طرح کے گیان سے بے بہرہ ہیں اور پرمارتھ سے بھرشٹ اور پتت ہیں۔ ایسے پامروں کا کلیان کبھی نہیں ہو سکتا۔ (گیتا ادھیائے ۳ شلوک ۳۲)

نقل چِٹھی:-

شری سوامی نارائن جی مہاراج (آنجہانی)

شاگرد الرشید شری ۱۰۸ سوامی رام تیرتھ جی مہاراج

بنام

شری برہمانند جی اگروال

کرپا پتر ہر دو آپ کے پہنچے۔ فرصت کافی نہ ملنے کے سبب جواب جلدی نہ بھیجا جا سکے۔ جو پیکیٹ کاغذوں کا آپ نے نارائن کے واسطے سری دت کو دیا تھا، وہ اُسی دن کھو دیا گیا تھا۔ لہٰذا اِس کاغذ پر لکھنا پڑا، اور یہ بھی اس وقت بصد مُشکل صندوق میں ملا تھا۔

نارائن بہت ضروری مضامین (رام کے لکھے ہُوئے) نقل کر رہا ہے۔ لہٰذا فرصت کم ہے اور اِسی واسطے بہت مختصر جوابات ہر دو خطوط کے سوالات کے مفصلہ ذیل دیئے جاتے ہیں:۔

جواب پہلا خط

پیارے! دُنیا میں جب کبھی تکلیف (خواہ بھائی سے خواہ رشتہ داروں یا دوستوں سے) آتی ہے، تو وہ ہمیشہ ہمارے بھلے کے لئے آتی ہے۔ اوّل تو وہ آتی ہی تب ہے۔ جب ہم اُس پاربرہم (اپنے آتم دیو یا اپنے ست سروپ) کو بھول بیٹھتے ہیں، اور دُنیا یا بھائی، برادر زن، فرزند وغیرہ کو سچ مان لیتے ہیں، اور اگر وہ آتی ہے، تو صرف اس بات کو گھڑی گھڑی یاد دِلانے کے لئے آتی ہے کہ اے آدمی! کہ جن کو تُو اپنا اپنا کر کے مانتا ہے، وہ محض قیاسی تیرے ہیں۔ وہ اصلاً تیرے نہیں ہیں۔ وہ حقیقتاً تیرے ساتھ کبھی نہیں جانے والے ہیں۔ تیرا اگر کچھ مال و متاع تیرے ساتھ جانے والا ہے تو وہ صرف ایک آتم دیو (تیری ہی اپنی ذات یا سرُوپ) ہے بس ان چولوں کا آنا مُبارک ہے۔ اور قریباً ہر ایک گیانی، پیر، پیغمبر وغیرہ بڑے بڑے مہاتماؤں کو شروع شروع میں یہ تکلیفیں گھر والوں سے یا دُنیاوی دوستوں سے آئیں اور اُن سے متذکرہ بالا سیکھ کر وہ اِس عارف کامل کے درجے تک پہنچے۔

آئندہ جب کبھی بھائی آسارام یا دُوسرے لوگ آپ کو تکلیف دینے لگیں تو اُن کو اپنا اصلی رہبر سمجھ کر اُن کو تہ دل سے دُعائیں دیتے رہو۔ کیونکہ وہ لوگ اپنی ہی کرتوت سے ہر گھڑی یہ بتلاتے ہیں۔ کہ "جن کو تو اپنا جانتا ہے، یا کہتا ہے۔ وہ حقیقتاً تیرے نہیں ہیں۔ تیرا اُن کے ساتھ موہ رکھنا اور اُن کو ہی اپنی جائداد اور دیہہ پران مانتے رہنا محض فضول اور پاگل پن ہے"۔ اس واسطے اے پربھو! اُن کی تکلیفوں سے جھٹ دل کو آتم دیو کے ساتھ جوڑو، اور ہر وقت دل میں یہ یقین پختہ کرتے رہو، کہ آسارام وغیرہ کوئی بھی (آتم دیو کے سوائے) آپ کا نہیں ہے۔ اس طرح سے جب آپ ہر وقت اپنے سروپ میں محو رہو گے، تو دُنیا بھی پھٹ جائے مگر آپ کو ہرگز تکلیف نہیں مل سکے گی۔

دُنیا کی تمام قسم کی تکالیف سے بچنے کے لئے اصلی دوا صرف اپنے آتم میں لین ہونا اور سَت کے ساتھ "ब्रह्म सत्यं"
ابھید ہونا ہی ہے اور کوئی اصلی دوا نہیں، اور کوئی نہیں۔ پس "لا الٰہ الا اللہ" "نہیں ہے کچھ بھی ماسوائے اللہ (خدا) کے"۔ (دُنیا جھوٹی ہے اور ایشور ہی ایک ست وستو ہے) اس طے شدہ قانون کو عمل میں لانے سے ہی تمام دُکھڑے (مصیبتیں) گدھے کے سینگ کی طرح دُور و کافور ہو جاتے ہیں۔ صرف کہنے کی ہی بات نہیں۔ زیادہ عمل میں لانے کی ہے۔ جب عمل میں لاؤ گے تو یہی نتیجہ خود اپنے تجربہ میں دیکھ لو گے۔ تب مُنہ پھاڑ پھاڑ کر بولو گے اور سُناؤ گے۔

جوابات سوالات

۱۔ چونکہ بھگوان نرگن اور سگن دونوں ہی ہے۔ اس لئے دونوں ہی حالتوں میں اس کو پہنچنا یعنی اس کی موجودگی محسوس کرنا ضروری ہے۔ لہٰذا دونوں طرح کی اُپاسنا یعنی سروپ کے ساتھ بیٹھنے) کا طریقہ اختیار کیا گیا ہے۔

شروع شروع میں کوئی بھی آدمی نرگن اُپاسنا نہیں کر سکتا۔ اگر وہ کوئی منتر کے ذریعے ایشور کا دھیان کرتا ہے۔ تو وہ بھی سگن اُپاسنا ہے، نرگن ہرگز نہیں۔ جب تک کہ آدمی ہوش و حواس میں ہوتا ہے۔ وہ کسی نہ کسی صورت میں سگن اُپاسنا ہی کر رہا ہے۔ نرگن اُپاسنا تو حقیقت میں تب عمل میں آتی ہے۔ جب آدمی بے خبر و مخمور ہوا ہوا اپنے سروپ میں محو و مستغرق ہوا ہوتا ہے۔ جب کہ دُنیا و مافیہا اس کے آگے بالکل عملاً کافور ہوئے ہوتے ہیں۔ جبکہ میں۔ تو۔ عملاً گم ہوئی ہوتی ہے۔ اور سوائے حق کے اور کچھ دویت (غیریت) باقی محسوس نہیں ہوتی۔

اسماء و اشکال (نام رُوپ) کے ذریعے جب اپنے سروپ آتم دیو یا ایشور کا دھیان کیا جاتا ہے، تو سگن اُپاسنا کہلاتی ہے، صرف فرق اتنا ہے، کہ جو صورت و تصاویر کے ذریعہ یعنی بذریعہ ٹھاکر مورت وغیرہ جو ایشور کا دھیان کیا جاتا ہے۔ وہ ذرا استھول (موٹی) سگن اُپاسنا ہے۔ اور جو بذریعہ وید منتر یا کلمات وغیرہ

سے کیا جاتا ہے۔ وہ پہلے سے ذرا شوکھشم سگن اُپاسنا ہے۔ مگر ہیں ہر دو سگن۔ ان میں سے نرگن کوئی بھی نہیں۔

جو شخص کہ عملاً عقلاً ایشور کو جانتا نہیں، اُس کے واسطے تو موٹی موٹی تصاویر و اشیاء سے بھی اپنا سروپ یاد دلانا ضروری ہوتا ہے۔ کیونکہ اُس کا دل صرف صورت سے ہی ایشور کی طرف کھچا جائے گا، اور جو عقلاً و دلیلاً اپنی ذات سمجھتا ہے۔ اُس کے واسطے ہر دو اُپاسنا آنند دے جاتی ہیں۔ اور جب تک کہ وہ اپنی ذات میں محو و بے خود نہیں ہوتا۔ پہلی دونوں طرح کی اُپاسنا سے ہی اُس کو فائدہ حاصل ہوتا ہے۔ مگر ان دونوں شخصوں میں سے کوئی ایک بھی اگر تصویر و منتر پر صرف عاشق ہونے لگ پڑے۔ اُس صورت و کلمات کو ہی ایشور ماننے لگ جائے، تو وہ اپنے آپ کو اندھے کنوئیں میں گراتا ہے، اور اپنی ترقی کا گلہ کاٹتا ہے۔ اپنے پاؤں آپ ہی کلہاڑا مارتا ہے۔ یہ شخص ہرگز اپنی ذات میں محو نہیں ہو سکتا۔

۲۔ اہم برہم اسمی یا اناالحق وغیرہ سے دھیان کرنا بھی سگن اُپاسنا ہے، مگر بہت لطیف و اعلےٰ درجہ کی۔ اس کے ذریعے پہلے کی نسبت بہت اپنی ذات کا انکشاف (انوبھو) ہوتا ہے۔ اس کے معنی یہ نہیں (کہ "مَیں بحیثیت اسم و جسم کے برہم ہُوں) بلکہ اصلی معنی یہ ہیں کہ مَیں" جسم و اسم ہرگز نہیں۔ اگر مَیں کچھ ہُوں تو برہم ہی ہُوں۔ مگر بلحاظ اس جسم و اسم کے نہیں۔ بلکہ بلحاظ اپنی ذات کے برہم ہُوں") بس اپنی ذات سے ہر گھڑی بذریعہ اس کلام عظیم (مہا واکیہ) کے اگیان اور پاپ (ظلمت و جہل) کو نفی کرتے رہنا یعنی اپنے تئیں (بذریعہ ایسے کلمات کے) جسم و جسمانیت سے الگ و علیحدہ رہنا اور اپنا آشیانہ ویرانۂ تعلقات و خواہشات سے اُٹھا کر چمنِ حقیقت اور گلستانِ ذاتِ باری میں لگانا اور اس طرح کے ذیل کے کلاموں کے معنی میں محو ہونا۔ سب سے اعلےٰ درجہ کی اہنگرہ و سگن اُپاسنا کہلاتی ہے۔ ؎

آفتابیم آفتابیم آفتاب۔ ذرہ ہا دارند از من رنگ و تاب
منبعِ گفتارِ حق گفتارِ ما۔ چشمۂ انوارِ حق دیدارِ ما

اور یہی طریقہ آپ جیسے عقلاً جاننے والوں کو زیادہ ضروری ہے، اور جلد تر ثمرہ بخش ہے۔

۳۔ مَن، بُدھ، چت، اہنکار کوئی مجسّم یا ٹھوس اشیاء کی طرح آدمی کے اندر یہ نہیں بلکہ انتہ کرن (دل و دماغ) کی ایک لہر کا نام مَن ہے، دوسری لہر کا نام چت اور اُس کی دوسری لہروں کا نام بُدھ، اہنکار وغیرہ ہے۔ ان کے کام (FUNCTIONS) تمثیل سے بتائے جاتے ہیں۔

جیسے عرضی نویس اِدھر باہر کے لوگوں (سائلوں) سے تعلق رکھتا ہے اور اُدھر کچہری کے اہلکاروں سے ملا ہوا (مانند فرخ کی رکھے) ایسا کام مَن کا انتہ کرن رُوپی کچہری میں ہے، کہ یہ بیرونی دُنیا سے بھی واسطہ رکھتا ہے اور اندرونی کے ساتھ بھی تعلق۔

بُدھی :- جیسے وکیل عرضی دعوے کو لے کر کچہری میں خوب جھگڑتا ہے، اور چھان بین کرتا ہے۔ اسی طرح بُدھی، مَن (عرضی نویس) جو باہر کے پدارتھوں کا اثر یا (عرضی دعوے) اندر- انتہ کرن رُوپی کچہری میں داخل ہُوا ہے۔ اس پر خوب بچار کرتی ہے، اور کئی طرح کی ٹکیتیں یا دلیلیں پیش کرتی ہے۔ اور چت بطور جج اس پر فیصلہ کرتا ہے۔ یعنی چت انتہ کرن میں جج کا کام کرنے والا آلہ ہے۔

جیسے مجرم کے واسطے عرضی دعوے پیش کیا جاتا ہے، اور بعد فیصلہ کے مجرم پر فتویٰ دیا جاتا ہے۔ اسی طرح اہنکار انتہ کرن میں ہمیشہ سائل و مجرم کی جائے ہے۔ جس کے کاموں کو بطور عرضی دعویٰ کے من پیش کرتا ہے اور بدھی وکالت کرتی ہے، اور چت جج کی مانند فیصلہ کرتا یا فتویٰ دیتا ہے۔

ویدانت کی اصطلاح میں یہ چاروں (یعنی انتہ کرن) معہ عکس ذات (آبھاس چیتن) جیو کہلاتا ہے۔

۴۔ سُورج گرہن اور چندر گرہن اُسی قانون اور طریقہ سے لگتا ہے۔ جو آج کل کی (PHYSICAL- SCIENCE) سائینس نے ابھی دریافت کیا ہے۔

یعنی چاند گرہن کے موقعہ پر چاند اور سُورج کے درمیان پرتھوی آجاتی ہے۔ لہذا اُس کا سایہ چاند پر پڑ جاتا ہے۔ اس واسطے گرہن لگ جاتا ہے، اور سُورج گرہن کے وقت سُورج اور زمین کے بیچ چاند کا سایہ سُورج پر پڑ جاتا ہے۔ اس لئے سُورج گرہن لگ جاتا ہے۔

مگر یہ قانون ہزاروں ہی سال پہلے ہمارے رشیوں نے دریافت کر کے جیوتش کی پُستکوں میں درج کیا ہُوا ہے۔

छादको भास्करस्येन्दुरधस्थो घनवद्भवेत । سُورج سدھانت

भूच्छायां प्राङ्मुखश्चन्द्रो विशत्यस्य भवेदसौ ॥ ९ ॥ ادھیائے ۴ منتر ۹

معنی (ارتھ) :- میگھ (بادل) کے سمان چندرماں نیچے آکر سُورج کو ڈھک لیتا ہے۔ (لہذا سُورج گرہن لگتا ہے) آگے چلتا ہُوا چندرماں پرتھوی کے چھایا میں پرویش کرے، تو چندر گرہن ہوتا ہے۔ یہ جیوتش کا مستند گرنتھ ہے۔ اس پُستک سے تمام شاخیں جیوتش کی نکلی ہیں۔ راہو کے معنی جیوتش میں زیادہ تر صرف سایہ (छाया) کے لئے جاتے ہیں، اور اکثر کر کے یہی ہوتے ہیں۔

۵۔ آکاش میں آبادی کے یہ معنی نہیں کہ اُس لطیف تر مادہ کی ذات میں کئی طرح کے جانور رہتے ہیں۔ بلکہ اصلی معنی آکاش میں آبادی کے یہ ہیں، کہ جیسے یہ (ہماری) زمین مانند ایک قلیل تارا کے آکاش اور اس پر آبادی ہر ایک دیکھتا ہے۔ اسی طرح اور لاکھوں کھا تارے جو آکاش میں ہیں، وہ بھی ایسے آباد ہیں، جیسے کہ یہ زمین بلکہ بعض بعض تارے اس ہماری زمین سے اور سُورج سے اِستھول درجے بڑا ہونے کے سبب ہماری زمین سے کروڑہا درجے زیادہ آباد ہیں، اور بذریعہ اسٹرولوجی (علم ستارگاں) اس علم کا پُورا پُورا گیان ہر ایک کو ہو سکتا ہے۔ اس لئے ہمارے شاستر کاروں نے ان مختلف

تاروں کے نام لوک سے پُکارے جاتے ہیں۔ مثلاً سُورج لوک، چندر لوک، شُکر لوک، دیویان لوک وغیرہ وغیرہ بعض تارے دیوتا بھی کہلاتے ہیں اور لوک بھی اور بعض صرف لوک۔

اور بے شمار سوال آپ کے خطوط میں درج ہیں۔ جن کے جواب کے واسطے اور دو تین گھنٹے چاہئیں۔ مگر نارائین ابھی بہت ضروری مضمون لکھنے کو ہے۔ وقت تھوڑا ملا ہے۔ لہذا موٹے موٹے سوالوں کے جواب ہی پیشِ خدمت بھیجے گئے ہیں۔ باقیماندہ سوالات کے جواب اگر ٹھیک طرح سے سمجھنے کا شوق ہے، تو سب سے بہتر یہ ہوگا۔ کہ ایک دو ہفتہ کے واسطے خط دیکھتے ہی فوراً ٹہرھی آجاؤ۔ کیونکہ جیسی عمدگی سے یہ زبانی سمجھ آئیں گے تحریر سے بخوبی نہیں آئیں گے۔

رام بھگوان کو چونکہ دیش سے بہت لوگوں نے گھڑی گھڑی آن کر ایسے دُور دراز جنگل میں بھی ایکانت نہیں رہنے دیا۔ پُورن اور اس کے دو تین ساتھی جو آئے، وہ بھی قریباً ایک ماہ رہ کر واپس چلے گئے۔ ان سے پہلے دو چار اور پیارے علیحدہ علیحدہ آن کر ماہ ماہ تک رہتے گئے۔ جب لوگوں کا اس طرح سے آنا شروع ہو گیا۔ اور پیارے لوگوں کو ایسا خطرناک راستہ طے کرتے ہوئے جو تکالیف اُٹھاتے دیکھا، تو لاچار رام اور نارائین کو نیچے آنا پڑا۔ تاکہ پریمی جنوں کو از حد تکلیف نہ ہو۔ اور ساتھ اس کے وہ اپنے حصولِ مُدعا سے بے بہرہ نہ رہیں۔ اس لئے اب ہم لوگ خاص ٹہرھی میں آگئے ہیں، اور صرف موسم سرما تک یہاں رہیں گے۔ بعد ازاں پھر بھاری جنگلوں اور دُور دراز ناقابلِ گُذار مقاموں میں چلے جائیں گے۔ اس واسطے اب آپ کو اطلاع دی جاتی ہے۔ کہ جو بھی کوئی اپنے شکوک وغیرہ رفع کرنا چاہتا ہے۔ خواہ مرد خواہ عورت۔ تمام کے تمام ان دو تین مہینوں کے اندر اندر آکر حل کر سکتا ہے۔ بعد ازاں خطوں وغیرہ سے شائد مُشکل ہوگا۔ بعد تین ماہ کے ٹہرھی کا رستہ (مسُوری پہاڑ) برف سے ڈھک جائے گا۔ لہذا ناقابلِ گُذر ہو جائے گا۔ آج کل ہم لوگ مہاراجہ صاحب کے باغ میں ہیں، اور اہلکاروں کا جھُنڈ کا جھُنڈ لگا رہتا ہے۔ اور تمام طرح کے مذہبی سوالات حل ہوتے رہتے ہیں۔ اور رام مہاراج سے مستی کی برکھا بھی نہایت زور سے ہوتی رہتی ہے۔ ٹہرھی سے چار میل کے فاصلہ پر ہم دونوں کے واسطے کُٹیا پکی بن رہی ہیں۔ بعد ان کے تیار ہونے کے وہاں چلے جائیں گے۔ شائد ایک ہفتہ اور زیادہ لگے۔ اور وہاں کُٹیا میں آنا آپ لوگوں کے واسطے بہت آسان ہوگا۔ کیونکہ وہ ٹہرھی کے راستہ میں ہے۔ یعنی آپ کو ٹہرھی آنے کی بھی ضرورت نہ ہوگی، بلکہ ٹہرھی سے تین میل کے فاصلہ پر جو ایک چھوٹی ندی کا پُل ہے، وہاں سے ہی مال دیو یا گودی سرائے گاؤں کی طرف گھوم جانا ہوگا۔ یعنی بجائے ٹہرھی کی سڑک پکڑنے کے گنگوتری کی سڑک پر چلنا ہوگا۔ اور وہاں (گاؤں) سے آدھ میل کے فاصلہ پر گنگا کے کنارے گاؤں کے لوگوں سے پُوچھ کر آجاتا ہوگا۔

سب کا اپنا آپ ۔ نارائین سوامی
معرفت پوسٹ ماسٹر (یا مہاراجہ صاحب) ریاست ٹہرھی گڑھوال

رَام ہی رَام

از - سوامی رَام

اُڑا رہا ہُوں مَیں رنگ بھر بھر طرح طرح کی یہ ساری دُنیا
چہ خُوب ہولی مچا رکھی تھی یہ اَب تو ہو، لی یہ ساری دُنیا

مَیں سانس لیتا ہُوں رنگ کھلتے ہیں چاہُوں دَم میں ابھی اُڑا دوں
عجیب تماشا ہے رنگ رلیاں ہیں کھیل جادُو ہے ساری دُنیا

پڑا ہُوں مستی میں غرق ویسے خود نہ غیر آیا جھیلا نہ ٹُھہرا
نشے میں خرّاٹا سا لیا تھا۔ جو شور برپا ہے ساری دُنیا

بھری ہے خُوبی ہر اِک خرابی میں ذرّہ ذرّہ ہے مہر آسا
لڑائی شکوے میں بھی مزے ہیں یہ خواب چوکھا ہے ساری دُنیا

لِفافہ دیکھا جو لمبا چوڑا ہُوا تحیّر کہ کیا ہی ہو گا
جو پھاڑ دیکھا اوہو! کہُوں کیا؟ ہُوئی ہی کب تھی یہ ساری دُنیا

یہ رَام سُنے گا کیا کہانی۔ شروع نہ اِس کا ختم نہ ہو یہ
جو ستیہ پُوچھیے۔ رَام ہی رَام یہ محض دھوکا ہے ساری دُنیا

آواگون قسط دوئم

پروفیسر نرمل چندر جی

جدید تحقیقات نے ثابت کر دیا ہے۔ کہ بچے کو رحم مادر میں انسانی صورت اختیار کرنے سے پہلے حیوانی ساخت کے تمام ابتدائی مراحل میں سے گذرنا پڑتا ہے۔ اور پیدائش کے بعد بھی دیکھو۔ کہ بچے میں پہلے پہل حیوانیت کے سوا کچھ دیکھا نہیں جاتا۔ صرف حیوانی تحریکات ہی اس کے اندر پائی جاتی ہیں۔ وہ صرف کھانے۔ کھیلنے اور سونے کی زندگی بسر کرتا ہے۔ ہاں اس کے بعد سوسائٹی اور تعلیم کے زیر اثر اس میں عقلی اور اخلاقی زندگی نمودار ہونے لگتی ہے۔ اور بالآخر اُسے اپنی روحانی حقیقت (اپنے مرکز ہستی) کا خیال آنے لگتا ہے۔

اِنسانی طبقہ سے نیچے ارتقا کا عمل قدرتی طور پر بے خبری میں ہوتا ہے۔ مگر جوں ہی انسان کے اندر عقل اور ارادہ ظہور میں آتے ہیں۔ اس کی ذمہ واری کا بوجھ قدرت کے سر سے ہٹ کر انسان پر آن پڑتا ہے۔ اب وہ خود بخود اوپر نہیں اُٹھ سکتا۔ کیونکہ اگر اس کے وجود کے اندر اس وقت بھی جمادات۔ نباتات۔ اور حیوانات موجود ہیں۔ اور ان کی موجودگی ضروری بات ہے مگر اس کی عقلی۔ اخلاقی اور روحانی ترقی خود بخود ہو نہیں سکتی۔ اس اعلےٰ زندگی کی اصلی روح آزادی ہے۔ اس لیے انسانی طبقہ پر ہر دم زندگی کے آگے بڑھنے رُک جانے یا نیچے گرنے کے امکانات موجود ہیں۔ انسان اپنی باخبر زندگی میں جو کچھ بھی سوچتا ادا کرتا ہے۔ اُس کے مطابق آپ بھی بدلتا چلا جاتا ہے۔ جس طرح بہتی ہوئی ندی پل پل میں نئی ہوا کرتی ہے۔ اسی طرح انسان کی ذہنی اور روحانی زندگی ہر آن بدلتی رہتی ہے۔

جب اِنسان یہ سمجھ لیتا ہے کہ اس کی زندگی ابھی تک اپنے کمال تک نہیں پہنچی۔ یعنی جو کچھ اُس نے ہونا ہے تا حال نہیں ہوا اور یہ جان لیتا ہے کہ اس کے اپنے خیالات۔ جذبات اور اعمال ہی اسے کمال کی طرف لے جا سکتے ہیں۔ دوسرے لفظوں میں وہ اپنے کرموں سے اپنے آپ کو مہدم نیا جنم دیتا ہے اگر وہ اپنی بہتری اور ترقی کے لئے کسی خارجی ہستی سے بھی پرارتھنا کرتا ہے۔ تو دراصل اس کی اپنی امنگیں ہی اسے اپنے مقصود کی طرف بڑھاتی ہیں۔

اور اگر وہ اپنی رہنمائی کے لئے کسی بیرونی چشمے سے روشنی تلاش کرتا ہے تو اس کی تلاش اس کے باطن سے ہی نئے الہامات کو ظہور میں لاتی ہے۔ صورت میں انسان ہو کر بھی سیرت میں تب تک حیوان ہی رہے گا۔ جب تک کہ وہ اپنے آپ کو اپنے اندرونی حیوان سے تمیز کر کے اُسے اپنے انسانی مقاصد کے لئے استعمال نہیں کرتا۔

غرض اجتماعی اور انفرادی زندگی میں حیوان سے انسان یا حیوانیت کا ظہور ایک ایسی سچائی ہے۔ جو محتاج ثبوت نہیں ہے زندگی کی کل تاریخ اس سچائی کا اعلان کر رہی ہے کہ زندگی بتدریج ظہور میں آئی اور آتی ہے۔ جماد سے نبات۔ نبات سے حیوان اور حیوان سے انسان نمودار ہوتا ہے۔

اب مسئلہ آواگون کے دوسرے جزو پر غور کر کے دیکھنا چاہیئے۔ کیا مطالعہ زندگی اس بات کی شہادت دیتا ہے۔ کہ انسان سے حیوان۔ حیوان سے نبات اور نبات سے جماد بھی ہو سکتا ہے اس کا جواب یہ ہے کہ موجودہ زندگی میں تو ایسا ہونا صاف طور پر ممکن ہے۔ ہر ایک انسان اپنی شخصی زندگی کے اندر ہی اس سچائی کے لئے کافی شہادت حاصل کر سکتا ہے قوموں کی تاریخ میں بھی یہی سچائی آشکارا ہوتی ہے۔

انسان سے حیوان ہونے کے متعلق دُنیا کے مشہور فلاسفر شلر (SCHILLER) کے مندرجہ ذیل الفاظ قابل غور ہیں۔

یہ کہنا کہ انسان اپنے آپ کو حیوان بنا سکتا ہے۔ ایک سے زیادہ معنوں میں درست ہے کیونکہ وہ اپنے آپ کو برے جذبات کا غلام بنا کر اس اعلیٰ ہوش کو کھو بیٹھتا ہے جو اسے حیوان سے اوپر اٹھاتی ہے۔ اس کی بدیاں اس کے جسم کو اس قدر تباہ نہیں کرتیں۔ جس قدر کہ اس کے اخلاقی اور عقلی اور اکات کو نقصان پہنچاتی ہیں۔ کیونکہ سب سے نچلی گہرائی (نچائی) جو کہ جہالت اور بدی ہے بے خبری اور بے ہوشی سے تعلق رکھتی ہے۔ بالکل ہی گرا ہوا مجرم آدمی اس عقلی نظر۔ اخلاقی ضمیر اور سمجھ بوجھ کو کھو بیٹھتا ہے جو ابھی تک حیوان کو حاصل ہی نہیں ہوئی۔

یہاں تک کہ اگر وہ جسمانی طور پر بہت دیر تک جیتا رہے۔ تو حیوانی حالت تک اُتر آئے گا۔ کیونکہ بدی سوسائیٹی کی مخالف ANTI SOCIAL ہے انتہا درجے کا بدکار انسان گویا سوسائیٹی سے خود بخود خارج ہو کر تہذیب کے کئی ایک ذرائع و استعمالات سے محروم رہتا ہے۔ وہ اپنے گذارے کے لئے دوسروں سے الگ تھلگ ہو کر صرف اپنے ہی ہاتھ کے زور اور پاؤں کی قوت بو بائی (دوڑ) کا سہارا رکھتا ہے۔ اس کی اپنی زندگی ہی اس کی گفتار۔ رفتار اور چال ڈھال کو نفاست سے محروم کر کے حیوانی اور موٹی جھوٹی شکل میں لے آتی ہے۔ اس کی ذہنی طاقتوں کو اپنے جائز استعمال

رام راجیہ

از۔ پنڈت اکسارام جی شرما بھاردواج

جب رام براجے گدّی پر تو پرجا کے دکھ دور ہوئے
بیر تیاگ دیا سب جیوؤں نے پریم کے بل کمزور ہوئے
وید دھرم انوسار سبھی سب دھرم کرم پر آئے ہیں
روگ شوک اور بھیہ اور چنتا ہوئے نشٹ سکھ پائے ہیں
رام راج میں ان تینوں نے کسی کو نہیں ستائے ہیں
سب نر ناری گیان بھگتی میں پھولے نہیں سماتے ہیں
سب جیوؤں نے بیر سوبھاوک تیاگا رام حکومت میں
پیڑ بیل پھل پھول لائے منہ مانگے پھل تب ملتے تھے
رہا نہیں کنگال کوئی کہیں، سب نر مالا مال ہوئے
بالک پن میں مرے نہ کوئی پوری آیو پاتے تھے!
رام راج میں کوئی ناری بدھوا نہیں ہو پاتی تھی
شِشیہ گورو کو ایش جان کر آگیا پالن کرتے تھے
مات پتا اور گورو کی سیوا کر میوہ پاتے تھے!
ساس سسر کی سیوا گھر میں سبھی عورتیں کرتی تھیں

جھگڑا رے جھنجھٹ دویش لڑائی شوک رنج کافور ہوئے
کام کرودھ مد لوبھ ایرشا یک دم سارے چور ہوئے
چار ورن اور چار آشرم شرتی نے جو بتلائے ہیں
دیہک دیوک بھوتک تینوں مہاکشٹ سُکھ پائے ہیں
پھیری دھرم پتا کا جگ میں، جگ سے پاپ ہٹائے ہیں
شیر، سنگھ اور بکری گیدڑ سب اک ساتھ چراتے ہیں
بادل پانی دیں کھیتوں کو مانگا رام حکومت میں
سمے سمے پر پھول برکش پھر رام کرپا سے کھلتے تھے
ہوئی غریبی دور دینتا، سب کے سب خوشحال ہوئے
ماں باپوں کے آگے بیٹے مریں نہ دیکھے جاتے تھے
دُراچار وبھچار نہ کوئی کرتی دیکھی جاتی تھی
گورو ششیہ کو پتر سمجھ کر پریم ہردے میں دھرتے تھے
آشیرباد بڑوں سے پا کر جگ میں موج اڑاتے تھے
نت اٹھ ساس سسر کے پگ میں وہ اپنا سر دھرتی تھیں

جانے بھگوان وہ دن کب ہو رام راج ہو بھارت میں
آشا پوری کر دیا او وہ سماج ہو بھارت میں

چار لکشن

سنت شری سیوا داس جی کے بچن؀

یہ چار لکشن جگیاسو کو بڑھانے چاہئیں :-

۱۔ سمتا ۔ جیو ہر جگہ ایک ایسا ہی دیکھے ۔ نہ ہی تو کسی کو اپنا تسلیم کرے اور نہ ہی بیگانہ ۔ سب کو پرمیشور کا مانے ۔ اگر کسی کو تھوڑا اور کسی کو زیادہ مانے گا ، تو اس سے موہ بڑھے گا ، اور موہ میں پھنسے ہوئے جیو کو پرماتما بڑی سزا دیتے ہیں ۔ گورو نانک جی نے کہا ہے ۔ ~

اِت موہ پھر جونی پائی

موہے لاگا جم پور جائی

یعنی اسی موہ کے کارن اُسے پھر جنم لینا ہو گا ۔ لیکن اگر پھر بھی موہ میں پھنسا رہا ۔ تو اُسے نرک میں جانا ہو گا ۔

۲ ۔ وشیوں سے ویراگ :- جب وشیوں سے ویراگ ہو گا ۔ تبھی پرمیشور کی پریتی پرگٹ ہو گی اور تبھی اُسے ایشور درشن روپ پرم پھل کا حصول ہو گا ۔

۳ ۔ سب کے پرتی سیوا بھاؤ :- جب سب کے پرتی سیوا بھاؤ ہو گا ۔ تو وہ سب کی خوشنودی حاصل کرے گا ۔ اُسی پر پرمیشور کی کرپا ہو گی ۔

۴ ۔ پرمیشور کی رضا میں راضی رہنا اور اُس کے حکم کو ماننا :- جب پرمیشور کے حکم کو مانے گا تب پرمیشور کا ہو گا ۔ جب اپنی میں کو رخصت کر دیتا ہے ۔ جن پرشوں کی خودی جاتی رہی ہے ۔ وہی مکتی کے لوگیہ ہوئے ہیں ۔ انہی پر کلام صادق آتا ہے ۔ ~

آپ گیا تو آپ ہی بھئے

کرپا ندھان کی شرنی پئے

یعنی جب آپا (اہنکار) چلا گیا ۔ تو آپ (ایشور) ہی ہو گئے ۔ کرپا ندھان کی شرن پا گئے جب

کہ :-

آساوری

بَیں وِچ میری رہے نہ کائی اوہ وقت کدآسی سائیں
سادھاں دی سنگت بیداں دا سُننا سبھے سپھل کرائیں
آٹھ پہر ہری سیو لولاگے مگن ہوئی ہری دھیائیں
بڑے بھاگ جاگے جن سیوا تب ایسا پھل پائیں
کر کے پُن پربھو کو سونپے جو مَیں ناہیں کچھ کیتا
تِس کا پد بڑی ہوں بڑی اُس صاحب اپنا کیتا
جو صاحب کا سو سب تِس کا سیوک صاحب میتا
ہور مجُور مجوُری لے گئے سیوک خاوند کیتا

ہے پربھو! وہ وقت کب آوے گا۔ جب مَیں اور میرا کچھ کبھی نہ رہے گا۔ جب سادھوؤں کی سنگتی اور ویدوں کا سُننا سب کچھ سپھل ہو جاوے گا۔ آٹھوں پہر ہری (آپ) سے لو لگی رہے گی، اور شری ہری (آپ کا ہی دھیان کر کے مَیں آنند میں مگن رہوں گا۔ سیوا داس جی کہتے ہیں۔ جب بخت بیدار ہوتا ہے تب ایسا پھل ملتا ہے۔ (ایسی ستھتی کا حصول ہوتا ہے)

جو پُنیہ (شُبھ کرم) کر کے پربھو کو سمرپت کر دیتا ہے اور یہ سوچتا ہے کہ مَیں نے کچھ نہیں کیا۔ اُس کا پَد (ستھان) اُونچے سے بھی اُونچا (سب سے اُونچا) ہے۔ اُسے سوامی نے اپنا لیا ہے۔ جو کچھ سوامی کا ہے۔ وہ سب کا ہو جاتا ہے۔ سیوک اور سوامی دونوں متر ہو جاتے ہیں، اور لوگ (نشکام بھگت) تو مزدور ہیں۔ جو بھگتی رُوپی مزدوری کر کے حق الخدمت پا جاتے ہیں۔ مگر نِشکام سیوک تو سوامی ہی بنا دیئے جاتے ہیں۔ (اُن میں اور سوامی میں کوئی فرق نہیں رہ جاتا)

من ایک بڑے بدمعاش گھوڑے کی مانند ہے۔ اگر بدمعاش گھوڑے کو صِرف باتوں سے ہی سمجھایا جائے، تو وہ باتوں سے نہیں سمجھے گا۔ اِسی طور پر من رُوپی بدمعاش گھوڑا بھی صِرف باتوں سے نہیں سمجھے گا۔ جب تک اُس پر تپ رُوپی زین نہ کسو گے۔ نیز پرمیشور کا بھَے رُوپی چابک نہ لگاؤ گے اور وِشواس رُوپی لگام نہ ڈالو گے۔ اِس من رُوپی گھوڑے کے ساتھ جب تک تم ایسا نہ کرو گے، تب تک یہ اپنی بدمعاشی ترک کر کے سیدھا نہ ہو گا۔ اِسی کے متعلق تو کہا ہے۔

چھند

من کنجر میں مست مرے تیوں ماریئے۔ کنک کامنی ہیت ٹرے تیوں ٹاریئے
ہر کچھ سیتی پریتی پلے تیوں پالئے۔ ہری ہاں بجیدا رام بھجن میں ہاڈ گلے تو گالئے

آساوری

کائی فکر کیجیوے مکت ہون دا ہور فکر کیا کرنا
من کا آکھن کوئی نہ منیئے پربیئے سد گور شرنا
صاحب طلب جنہاں من وِٹھیئے دکھن ناہیں کمائین
اِس جگ دے وچ جیوں تھوڑا گہہ لیجے پربھو چرنا
سیوا داس ہری بھگتی وِد آیا جنم جنم مرنا
سب سے دی من دِین تنادی اوہو سکرت کرم کمائین
من مرن کی یکتی ہتھ آئی رام نام گن گائین!
سیوا داس جگ جیون سپھلا ہری سیلہ میل ملائین

من روپی ہاتھی اور اہم بدھی جس طرح سے مرے۔ اُسی طرح سے اُنہیں مارنا چاہیئے۔ کنچن کامنی کا پریم جس طرح سے ہٹے، اُسی طرح سے اُسے ہٹانا چاہیئے۔ ہری بھگتوں کے ساتھ جس طرح سے بھی رِشتہ محبت قائم ہو، اُسے قائم کرنا چاہیئے۔ بجید اکہتا ہے۔ ہے بھائی! بھگوان کے بھجن میں اگر ہڈیاں بھی گل جائیں تو گلنے دینی چاہئیں۔

فِکر کس بات کا کرنا چاہیئے؟ مکت ہونے کا، اور کس وشے کا فکر کیا جائے؟ اِس سنسار میں جیون تھوڑا ہے۔ لہذا پربھو کے چرن پکڑ لینے چاہئیں۔ من کی کوئی بات نہیں ماننی چاہیئے، اور ست گورو کی شرن میں جانا چاہیئے۔ سیوا داس جی کہتے ہیں۔ ہری بھگتی کے بغیر جنم جنمانتر میں مرنا پڑے گا۔

جن کے من میں پربھو کی چاہ پیدا ہو گئی ہے، وہ نہ تو خود ہی دکھی ہوتے ہیں، اور نہ دوسروں کو ہی دکھی کرتے ہیں۔ اُن کا من سب کے چرنوں کی رج بن جاتا ہے۔ وہ ہی پن کماتے ہیں۔ من کو مارنے کی ترکیب خوبصورت تدبیر اُن کو حاصل ہوتی رہتی ہے۔ وہ بھگوان کے نام نِبر گنوں کا لگاتار گان کرتے رہتے ہیں۔ سیوا داس جی کہتے ہیں۔ سنسار میں اُنہی کا جیون سپھل ہے، وہ ہری سے خود مِلتے ہیں، اور دوسروں کو بھی اُن سے مِلا دیتے ہیں *

تعریفی خط

ہانسی۔ مورخہ ۱۹ ستمبر سنہ ۱۹۷۶ء

شری یان مانیہ ور سنسکار کے یوگیہ نندہ جی! سادر نمستے ـــــ آپ کی ارسال کردہ پُستکیں اور رسالہ اوم پڑھ کر اپنا جیون سپھل بنا رہا ہوں۔ لگاتار رسالہ اوم منگوا کر پڑھنے سے جیون میں کافی تبدیلی آئی ہے۔ آج کے یُگ میں آپ نے رسالہ اوم کو جاری کر کے بھارت کی جنتا کو غلط راستے سے ہٹا کر راہ راست پہ لانے کا جو قدم اُٹھایا ہے تمام بھارت واسی آپ کے شکر گذار رہیں گے۔

آپ کا سیوک۔ چرن داس مہتہ، پردھان سناتن دھرم سبھا
ملتان نگر کالونی ہانسی (ہریانہ)

مہرشی پاتنجلی کا اشٹانگ یوگ (مسلسل)

مترجم :- منشی سورج نرائن مہر

تیسری فصل - یموں اور نیموں کے پھل

یموں اور نیموں کی دو بڑی بھاری غرضیں ہم بتا چکے ہیں۔ ان میں سے ایک نفس پر قدرت پانی ہے جو دھیان اور سمادھی میں نہایت کار آمد ہے۔ دوسری یہ ہے کہ یوگی کو جب سدھیاں اور شکتیاں حاصل ہو جائیں تو وہ خود غرضی سے اُن کا بُرا استعمال کر کے نظام عالم میں فتور نہ ڈالے بلکہ فیضرسانی عالم میں اُنھیں کام میں لائے۔ یہ دو بڑے بھاری فائدے ہیں جو بہیئت مجموعی یم اور نیموں کی پابندی سے یوگی کو حاصل ہُوا کرتے ہیں۔ ان کے علاوہ کامل طور سے جب مزاولت ہو جاتی ہے تو ہر یم اور ہر نیم یوگی کو خاص سدھی اور خاص شکتی بھی بخشتا ہے۔ ان شکتیوں کی تفصیل بھگوان پتنجلی بتاتے ہیں، پہلے اُنھیں سُن لو۔ پھر ان پر بحث کرینگے۔ پہلے پانچ یموں کی سدھیوں کو لو۔

۱- اہنسا میں پُورا قیام ہونے پر یوگی کے قریب سب ترک عداوت کرتے ہیں۔ اس کا اصُول صاف ہے۔ تم نے دیکھا ہوگا کہ مہاتما سادھو ہوں۔ پنڈتوں بھگتوں گیانیوں کے ست سنگوں میں جاکر بیٹھئے تو وہاں کی ہوا کچھ اور ہی ہُوا کرتی ہے۔ کیسے ہی بُرے خیال والا آدمی جا کر بیٹھے، جب تک بیٹھا رہے گا، یہی محسوس ہو گا کہ آنند کا سمندر موجیں مار رہا ہے۔ یہ اُن کی قربت کا پھل ہے۔ اسی طرح یوگی کو جب اہنسا میں تن من بانی کے لحاظ سے دسترس کامل نصیب ہو جاتی ہے، تو جو اُس کے قریب جائے گا، اُس کے شُدھ من کے اثر سے وہ بھی دُشمنی و عداوت یعنی اہنسا کے خیالات ترک کرے گا۔ یہاں آکر شیر اور بکری ایک گھاٹ پانی پیتے ہیں یہ مبالغہ نہیں بلکہ امر واقعہ ہے۔ موذی سے موذی جانور شُدھ من کے آدمی کو نہیں ستاتا بلکہ اُس کے شُدھ اثر سے کھنچکر اُس سے کھیلنا چاہا کرتا ہے۔ شیر خوار بچوں کے ساتھ بھی جن کا من شُدھ ہے، کیا آدمی اور کیا جانور یہی سلوک کیا کرتے ہیں۔ پس اگر تم یہ چاہتے ہو کہ تمھیں کوئی آزار نہ پہنچائے تو من، بانی اور کرم سے تم بھی کسی کو آزار نہ پہنچاؤ۔ ایسا کرنے سے تمہاری زندگی نہایت ہی خوش گزران رہے گی۔

۲۔ ستیہ میں پورا قیام ہونے سے ثمرۂ اعمال حاصل ہوتا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ اور لوگوں کو ثمرۂ اعمال اسی وقت حاصل نہیں ہوا کرتا بلکہ عمل ایک وقت ہوتا ہے اور اس کا ثمرہ مہینوں، برسوں، جنموں میں کہیں جا کر حاصل ہوتا ہے۔ یوگی من کرم بانی سے ستیہ پالن کرتا کرتا ستیہ سنکلپ ہو جاتا ہے یعنی جو کام من میں سوچتا ہے فوراً ہی اس کا پھل ظہور میں آجاتا ہے۔ وجہ صاف ظاہر ہے، یہ عالم عالم خیال ہے۔ معمولی آدمیوں کے خیالات عمل کا جامہ اس واسطے نہیں پہن سکتے کہ ان کے منوں میں چور بیٹھا ہے۔ اپنے کو الپگیہ اور الپ شکتی یا پاپی جیو مانے ہوئے ہیں۔ جنکی مرادوں کا پورا ہونا اعلیٰ طاقتوں کے ہاتھ میں ہے۔ یوگی ستیہ پالن کی برکت سے اس دائرہ محدود سے باہر آتا ہے اور جو کچھ چاہتا ہے اپنے ستیہ سنکلپ سے پورا کر لیتا ہے۔

۳۔ استیہ میں پورا قیام ہونے پر جواہرات سامنے آموجود ہوتے ہیں۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ استیہ یعنی چوری نہ کرنے کا جب پورا پورا ابھیاس ہو جاتا ہے تو من کا چور نکل جاتا ہے۔ ایسے آدمی کے واسطے قدرت کے خزانے کھل جاتے ہیں۔ معمولی آدمیوں پر اس واسطے نہیں کھلتے کہ خودی اور خود غرضی کا پاپ جی میں بیٹھا ہوتا ہے۔ چوری کے پاپ کو دل سے نکال دو اور شہروں کے دفینے۔ معدنوں کے خزینے۔ دریاؤں اور سمندروں کے گوہر آبدار سب کا پرتیکش تم پر ہونے لگے گا۔

۴۔ برہمچریہ:۔ میں پورا قیام ہونے پر طاقت و قوت حاصل ہوتی ہے۔ آدمی کا جوہر ویریہ ہے۔ جس نے برہمچریہ سے اس کی پوری پوری رکھشا کر لی، گویا اس نے اپنے جسم کو طاقت کا منبع ہی نہیں بنایا بلکہ اس کی اندریوں من بدھی وغیرہ میں بھی لاانتہا طاقت کا ظہور ہوتا ہے۔ اور وہ دماغی کام نہایت ہی مستحسن طور پر کیا کرتا ہے۔

۵۔ اپریگرہ میں پورا قیام ہونے پر پہلے جنموں کا حال معلوم ہوتا ہے۔ اس میں اصول یہ مضمر ہے کہ اپریگرہ کے معنی ہیں سامانِ دنیا کا فراہم نہ کرنا۔ اس سامان میں مکان و اسباب ہی شامل نہیں ہیں بلکہ جسم، اندریاں، من، بدھی وغیرہ سب داخل ہیں۔ کیونکہ گیان روپ آتما ان سب سے علیحدہ ہے۔ ان مادی چیزوں کو بھی یوگی سامانِ دنیا ہی کی نظر سے دیکھتا ہے اور خود ان کا مالک یا ساکھشی رہتا ہے۔ اسی طرح بیراگ سے جب جسم و جسمانیت پر قدرت حاصل ہو گئی تو نظر باطنی بہم پہنچتی ہے۔ اور جیسے اس جنم میں یوگی اپنے جسم، اندریوں، من اور بدھی وغیرہ کو اپنے سے الگ پرتیکش کرتا ہے، واسناؤں اور تسلسل خیالات کے ذریعہ سے پہلے جنموں کے جسم اندریوں وغیرہ کا پرتیکش کر سکتا ہے۔

اوپر جو سدھیاں اور شکتیاں مع وجوہات بیان ہوئیں وہ یموں کے متعلق تھیں۔ اب پانچ یموں کو لیجیے اور دیکھنا شروع کیجیے کہ بھگوان پتنجلی ان کے متعلق کیا سدھیاں اور شکتیاں بتاتے ہیں۔

باقی آئندہ

بُدھی کو روشن اور اُجل کرنے کا طریقہ

مہاتما بھاگ مل جی

بُدھی کی پوترتا ایشور کے حصول کی پہلی اور ضروری شرط ہے۔ محض پوتر من میں ہی ایشور اپنا پرکاش کرتے ہیں۔ اسی لئے تو یوروپ کے کروڑوں آدمیوں کے دلوں پر حکومت کرنے والے مہاپرش نے کہا ہے۔

BLESSED ARE THE PURE IN HEART FOR THEY SEE GOD. (Christ)

ترجمہ:- پاکیزہ دل لوگ مبارک ہیں، کیونکہ وہ ایشور کا دیدار کریں گے۔ (عیسیٰ)

جیسے آئینہ کا زنگ دور ہونے کی دیر ہوتی ہے کہ اس میں آفتاب اپنے آپ ہی روشنی دینے لگتا ہے۔

ایسے ہی بُدھی کے پوتر ہوتے ہی ایشور اس میں اپنا پرکاش کرتے ہیں۔

بُدھی یا من کی پوترتا نہ مسجدوں، مندروں، ٹھاکردواروں اور دھرمسالوں میں محض روزانہ یا ہفتہ واری یا ماہواری حاضری لگوانے سے حاصل ہوتی ہے، اور نہ ہی خاص خاص مذہبی عقیدوں اور مسئلوں میں ایمان لانے یا دھرم کے مختلف آڈمبر رچنے سے۔ بُدھی کی پوترتا اپنے خیالات کا امتحان کرتے رہنے، بُرے کاموں کو محض بُرے ہونے کی وجہ سے کراہت کرنے، بےجا غرور کو چھوڑنے، اپنی اندرونی صفائی کی طرف متوجہ رہنے، وعدہ ایفائی کرنے اور اپنے حواسوں پر پورا پورا قابو رکھنے سے ہی حاصل ہو سکتی ہے۔

جوں جوں انسان ان روحانی عملیات پر سختی سے پابند ہوتا جاتا ہے، وہ ادنےٰ سے اعلےٰ اور اعلےٰ تر درجات کی پاکیزگی کو حاصل کرتا جاتا ہے۔ جس طرح آفتاب کا طلوع و غروب ایک اٹل امر ہے، اسی طرح یہ عین یقینی بات ہے کہ جس پاکیزگی کے نہایت لطیف ہو جانے پر انسان اپنا لیمپ آپ ہو جاتا ہے، اور اُسے کسی درمیانی شفیع کی ضرورت نہیں ہوتی۔ یعنی وہ اپنا ایشور اور گورو آپ ہو جاتا ہے اور اسکو مطلوبہ رہنمائی ملتی ہے، اور اُسے کسی قسم کی سند انسانی یا کتابی کے تلاش کرنے کی مطلق ضرورت نہیں رہتی۔ اگر کسی بیرونی امداد (گورو یا واقعہ یا کتاب) کی ضرورت ہے تو محض بُدھی کو روشن اور اُجل کرنے کی طرف توجہ دلانے کے لئے ہے۔ جب بُدھی پورن طور پر روشن اور اُجل ہو جاتی ہے، تو پھر جیساکہ اُوپر کہا گیا ہے انسان اپنا گورو آپ ہو جاتا ہے۔

نرمل بُدھی ہی انسان کا حقیقی راہنما ہے۔ اس کے بغیر انسان تاریکی کی زندگی بسر کرتا ہے۔ اور دوسروں کی آواز پر چلا کرتا ہے۔ یعنی جس پاکیزگی کی بیداری کے بغیر انسان کو دھرم کے بےشمار

مسائل کی تشریح اور رسوم کی توجیہہ کے لئے علماء اور پنڈتوں کی ضرورت لاحق ہوا کرتی ہے۔ اور اُس سے مذہبی سند ماننے کے سوا اور کوئی چارہ دکھائی نہیں دیتا۔ دھرم کی پیچیدگیوں اور مذہبی دعوؤں کی وسیع غور و خوض کرنے کے لئے ایک زندگی بصد مشکل کفایت کرتی ہے۔ اس لئے فضول باتوں میں اپنا قیمتی وقت رُوحانی عملیات کے ذریعہ حسن پاکیزگی کو پیدا کرنے میں صرف کرنا چاہیئے۔

جب تک بدھی پاکیزہ اور روشن نہیں ہوتی، کہیں اور کبھی بھی حقیقی راحت نصیب نہیں ہو سکتی۔ جب تمہاری بدھی روشن ہو جائے گی، تو اُس میں صاف آئینہ میں عکس پڑنے کی مانند ایشور کی نورانی جھلک پڑے گی، اور ساتھ ہی قلب کی گرہ کٹ جائے گی اور تم غیر فانی بن جاؤ گے۔ اور پھر نظارہ دُنیا بدل جائے گا۔

نرمل اور روشن بدھی اس راز اقدس کو سمجھنے کے قابل بنا دیتی ہے کہ ایشور کوئی زبردست ہستی ہے اور وہ ہم سے کوئی علیحدہ ہستی نہیں۔ بالفاظ دیگر سب کچھ ہی اپنا آپ ہے اور ہم کسی اجنبی دنیا میں نہیں رہتے، بلکہ اپنے ہی بڑے جسم (دُنیا) میں پیدا ہوتے ہیں اور اُسی میں زندہ رہتے ہیں۔ اور آخر کو اُسی میں واپس لوٹ جاتے ہیں، جو کچھ بھی معلوم ہوتا ہے، اپنا آپ ہے۔ غیر نہ تھا نہ ہے اور نہ ہی ہو سکتا ہے۔ ؎

خُدا کو ڈھونڈنے جاتے اگر ہم سے جُدا ہوتا
جُدا ہوتا اگر ہم سے نہ وہ ہرگز خدا ہوتا

نرمل بدھی کے ذریعہ مرکزی نظر (رُوحانی نظر) کے حاصل ہو جانے پر ہر طرف وحدت ہی وحدت دکھائی دیتی ہے۔ اور ہم رُوحانی نور و سرور حاصل کرتے ہیں۔ ہم اپنے سامنے اَمرت کے سوا کچھ نہیں دیکھتے۔ ہر طرف عالمگیر محبت بہتی دکھائی پڑتی ہے اور یہی ہے مطلوب۔ کیونکہ ؎

جہاں ہے وحدت وہاں سعادت وہاں ہے شوکت وہاں ہے برکت
مدام عشرت جو آرزو ہے نہ چھوڑو وہاں سے قیام یارو

(اوم شم)

پرچہ نہ ملنے کی اطلاع :-

رسالہ اوم دہلی ہر انگریزی ماہ کی ۲۹ یا ۳۰ تاریخ کو نہایت باقاعدگی کے ساتھ شائع کیا جاتا ہے۔ اگر کسی سجن کو وقت پر نہ ملے تو وہ ۱۰ تاریخ کے بعد اور ۱۵ تاریخ کے اندر اطلاع دیکر دوبارہ پرچہ مفت منگوا سکتا ہے۔ دو دو، تین تین ماہ کے بعد شکایت کرنا اصولاً غلط ہے۔

"مینیجر"

حسنِ یار

از۔ پروفیسر مُلک راج جی ایم اے

دیدۂ دل طالبِ دیدار ہے
ہر طرف دُنیا میں حسنِ یار ہے

اُٹھ نگاہِ جستجو ساحل کو چھوڑ
تیری منزل کا نشاں اُس پار ہے

ہے کہاں پنہاں تو اے رُوحِ چمن؟
چشمِ نرگس ہجر میں بیمار ہے

مُظہرِ فانی بھی۔ لافانی بھی ہے
دِل کی دُنیا خواب پُراسرار ہے

حضرتِ زاہد! ریاضت دُور ہے
عشق کا آزار اور آزار ہے

اختلافِ ظاہری پر کیوں نظر؟
ایک شاہد رونقِ بازار ہے

جان و دل مخمورِ صحبت سے تری
آنکھ تیرے نقش میں سرشار ہے

برگِ گُل اے مُلک جب اُس پر نہیں
برگِ گُل میں رنگ و بُوئے یار ہے

قسط نمبر ۹

چہل درویش

مصنفہ منشی سورج نارائن مہر

چالیسویں سادھو کی کہانی

ویدانت اور اُپاسنا

۱۔ سب سے بہتر اور برتر "اہنگرہ اُپاسنا" ہے۔ اس میں اُپاسک اٹھتے بیٹھتے، چلتے پھرتے، کھاتے پیتے یہ دھیان کرتا ہے کہ جو کچھ ہے سب میں ہوں۔ آدمی اور جانور ہو کر میں سب بھوگ بھوگتا ہوں۔ درخت اور جمادات ہو کر میں زمین کی زینت ہوں۔ آکاش میرا ہی پھیلاؤ ہے۔ چاند سورج اور ستارے سب کچھ میں ہی ہوں۔ غرض جو کچھ ہے سب میرا ہے۔ سب میں ہوں۔ مجھ سے علیحدہ اور کوئی چیز نہیں ہے۔ یہ اُپاسنا کٹھن چیز ہے۔ اس کی ذرا آسان چیز یہ ہے کہ جو کچھ مجھے نظر آتا ہے۔ یہاں تک کہ اپنا جسم بھی سب خواب ہے، اور اس خواب کا دیکھنے والا میں ہوں۔ مناظر خواب میں سب تبدیلیاں واقع ہوتی ہیں اور مجھ خواب دیکھنے والے میں کسی قسم کی تبدیلی نہیں ہوتی۔ سدا ایک رس رہتا ہوں۔

۲۔ دوسری "پرتیک اُپاسنا" ہے۔ اس میں "میں" کی بجائے یہ دھیان کیا جاتا ہے کہ جو کچھ ہے ایشور ہے۔ انسان، حیوان، نباتات، جمادات، بحر، زمین، پہاڑ، خلا، فلک عرض، ہر ایک چیز میں خدا ہے اور خدا کا جلوہ ہی نہیں۔ بلکہ ہر چیز خود خدا اور ایشور ہے۔ یہ بھگتوں اور عاشقوں کی نظر ہے۔ یہی صوفیوں کا ہمہ اوست کا طریقہ ہے۔ مطلب دونوں طریقوں یعنی اہنگرہ اور پرتیک اُپاسنا کا ایک ہے، دونوں میں کثرت اُڑ جاتی ہے اور وحدت باقی رہ جاتی ہے۔ لیکن پرتیک اُپاسنا اہنگرہ سے آسان بھی ہے اور دلچسپ بھی۔

سروم کھلودم برہم (تحقیق یہ سب برہم ہی ہے) یہ ہمہ اوست کی اُپاسنا دو طرح کی ہوتی ہے ایک نرگن بھاو سے جس میں کوئی صورت نظر کے سامنے نہیں رکھی جاتی۔ دوسری سگن بھاو کی اُپاسنا

سے جس میں خاص صورت نظر کے سامنے رکھی جاتی ہے۔ خاص صورت کے اُپاسک ایسے لوگ ہوتے ہیں جیسے تلسی داس جی مہر چیتن سب کو رام رُوپ سے دیکھتے ہیں، یا جیسے بعض بھگت سب چیزوں کو کرشن رُوپ سے دیکھتے ہیں، یا جیسے صُوفی سب کو مُرشد کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ اس میں نرگُن اُپاسنا سے زیادہ آسانی ہے۔ کیونکہ اُس میں دھیان جمانے کے واسطے کوئی صُورت نہیں ہوتی۔ اُپنشدوں میں زیادہ تر اُپاسنا پران اور اگنی وغیرہ کی ہے۔ پران نرگن یعنی اموَرت ہے اور اگنی مُورتی مان ہے۔

۳۔ "لے چیتن" بھی بہت اچھا ابھیاس یا مشق ہے۔ اس کا طریقہ یہ ہے کہ جس کرم یا ترتیب سے جگت کی رچنا مانی گئی ہے اُس کی اُلٹی ترتیب لیتے ہیں اور کثرت کو وحدت پر لے جاتے ہیں۔ مثلاً ستھول برہمانڈ پنچی کرت بھُوتوں کا کاریہ یا معلول ہے۔ چونکہ معلول علّت کی ہی بدلی ہوئی صُورت ہے۔ اس لئے ستھول برہمانڈ کیا ہے۔ پنچی کرت بھُوت ہے اور کچھ نہیں۔ پنچی کرت بھُوت بجائے خود اپنچی کرت بھُوت ہیں۔ ان میں پرتھوی چونکہ جل کا کاریہ ہے۔ اس واسطے جل ہی ہے جل اگنی ہے۔ اگنی وائیو ہے، وائیو آکاش ہے۔ انتہ کرن، پران، گیان اندریہ اور کرم اندریہ سب مہا بھُوت، رُوپ ہیں اور کچھ نہیں۔ مہا بھُوت سب آکاش ہیں اور کچھ نہیں۔ آکاش مایا یا وہم ہے اور وہم گیان رُوپ ہے۔ اس طرح جو کچھ ہے سب برہم ہے اور وہ میں ہوں۔

۴۔ کوش چیتن اس سے بھی آسان اور عام فہم ابھیاس ہے۔ اس میں بچار کا طریقہ یہ ہے کہ میں پرانن مے کوش یعنی جسم خاکی نہیں ہُوں۔ جسم خاکی تو یہ مر گیا۔ لوگ اس کو ارتھی پر رکھ کر لے جاتے ہیں۔ اور شمشان میں جلاتے ہیں۔ میں پاس کھڑا ہُوا دیکھ رہا ہُوں۔ پس میں اس جسم سے علیحدہ چیز ہُوں۔ اسی طرح میں پران مے کوش نہیں ہُوں۔ کیونکہ اس کا ناش بھی اسی طرح دیکھ رہا ہُوں۔ میں منو مے کوش بھی نہیں ہوں۔ سوپن میں روز اپنا منو مے شریر دیکھتا ہُوں۔ ستھول اور پران کی طرح میں اس کا بھی ناش دیکھ سکتا ہُوں۔ یہی خیال وگیان مے کوش اور آنند مے کوش کی نسبت بھی کرنا چاہیئے۔ سب کوش گر کر شُدھ گیان سرُوپ میں دیکھنے والا باقی رہ جاتا ہُوں اور کچھ نہیں رہتا۔

ان دھیان کے طریقوں یا اپاسناؤں سے وحدت وجود ذہن میں بیٹھ جاتی ہے۔ اور آدمی اپنی ذات میں اس کا احساس یا انوبھو کرنے لگتا ہے۔ ہربرٹ سپنسر اور اور اگنوسٹک، فلسفیوں نے جو ایک وجود بسیط و محیط کے ماننے والے ہیں۔ لیکن کہتے ہیں کہ ہمیں اس کا علم نہیں ہو سکتا بڑا دھوکا کھایا ہے۔ یہ شخص وحدت وجود پر تو پہنچے لیکن دروازہ کھٹ کھٹا کر رہ گئے۔ اندر داخل نہیں ہوئے۔ حقیقت میں ہم ذات غیر محدُود کو جو بسیط اور محیط کل ہے۔ اس طرح نہیں جان سکتے جیسے میز کرسی اور کتاب کو جانتے ہیں کہ یہ ہمارے علم کا معلُوم ہے اور ہم عالم ہیں۔ اس صُورت میں غیر محدُود بے شک محدُود ہو جائے گا۔ جو بعید از قیاس ہے۔ لیکن ہم یہ احساس یا انوبھو کر سکتے ہیں کہ وہ ذات غیر محدُود ہم ہی ہیں۔ یہاں عالم

علم اور معلوم تین چیزیں نہیں ہیں، بلکہ تینوں مل کر ایک ہو گئی ہیں، اور غیر محدود کی غیر محدودیت جُوں کی تُوں قائم ہے۔

وہمیہ بندھ اور اس کا وہمیہ علاج

موکش کے جو سادھن اوپر بیان ہوئے سب مایا کے کارخانے ہیں۔ چونکہ واقعی وجود صرف ایک گیان سروپ آتما کا ہے۔ اس واسطے باقی تمام چیزیں مایا دی یعنی وہمیہ ہیں اور انہیں میں گورو شاستر اور تمام سادھن داخل ہیں۔ سنت کبیر کہتے ہیں :-

یہ گھٹ دھند اندھیارا رے سنتو

اس گھٹ اندر باغ بغیچے — اسی میں سرجن ہارا رے سنتو
اس گھٹ اندر چاند اور سورج — اسی میں نو لکھ تارا رے سنتو
کہے کبیر سنو بھئی سادھو — اسی میں گورو ہمارا رے سنتو

یہاں سوال پیدا ہوتا ہے کہ جب تمام سادھن متھیا ہیں، تو سیدھے گیان کے رستے ہی پر کیوں نہ چلیں۔ وہمیہ سادھنوں میں کیوں محنت کی، اور دقت اٹھائی۔ اس کا جواب یہ ہے کہ حقیقت میں بات یہی ہے۔ سیدھے گیان کے رستے پر ہی چلنا چاہیئے اور یہی کافی ہے۔ لیکن جنمانتر کے ابھیاس سے سو میں سے ننانوے ۹۹ آدمیوں کے دل میں جگت کا سپنا سچا ہو کر بیٹھا ہوا ہے۔ یہ سادھن بھی اسی عالم خواب میں داخل ہیں۔ جس طرح خواب میں کوئی بیمار ہو جاتا ہے تو اس وہمیہ بیماری کے واسطے وہمیہ ہی حکیم کے پاس جاتا ہے اور وہمیہ ہی علاج کر کے وہمیہ شفا پا کر اپنے ذہن میں شانتی حاصل کرتا ہے۔ اسی طرح بندھ چونکہ وہمیہ ہے۔ اس کے واسطے وہمیہ گورو وہمیہ اُپدیش اور وہمیہ سادھن سب کی ضرورت ہے۔ ہاں جو شخص سیدھے گیان کے راستے پر چل سکتے ہیں۔ ان کے واسطے یہ سادھن ایسی اہمیت نہیں رکھتے۔ جیسے عوام الناس کے واسطے ضروری ہیں۔

موکش

جو لوگ خاص ابھیاسوں اور اُپاسناؤں میں مزاولت بہم پہنچاتے ہیں۔ ان کے قوائے نفس ترقی کر جاتی ہیں اور وہ اس لائق ہو جاتے ہیں کہ اعلیٰ طبقوں یا دیوتاؤں کے لوگوں میں ادھکار پا کر کرم کرنے لگیں۔ وہاں اور مدارج ترقی پر چڑھتے ہیں اور بتدریج ترقی روحانی کرتے ہوئے صفائی قلب حاصل کرتے ہیں۔ اسے کرم موکش یا نجات تدریجی کہتے ہیں۔ یہ لوگ موکش پد کو پہنچیں گے۔ لیکن انہیں کلپ کے آخیر تک رہنا اور اونچے لوکوں میں کام کرنا پڑتا ہے۔

گیانی جیتے جی موکش حاصل کرتا ہے۔ یعنی وہ اپنے روپ کو پہچان لیتا ہے۔ کہ میں شدھ گیان سروپ آتما ہوں۔ نہ مجھے کبھی بندھ تھا، نہ اب ہے اور نہ آئیندہ ہوگا۔ جگت میرا سپنا ہے۔ یہ تماشا

میری آنکھوں کے سامنے ہوتا ہے، پڑا ہوا کرے۔ میرا اس میں کیا بگاڑ یا سنوار ہے۔ وہ دنیا میں رہتا ہوا دنیا سے الگ رہتا ہے، اور سروپ آنند میں مگن رہتا ہے، جس آنند کی نہ مثال نہ نظیر ہے۔ اسی حالت بغیر کا نام موکش ہے۔ اور موکش کوئی عجیب و غریب چیز نہیں ہے، جو خلا میں ملے یا آسمان پر حاصل ہو۔ اگیانی بندھ کے دکھ سے پریشان رہتا ہے۔ اس کے واسطے دنیا قید خانہ ہے۔ گیانی اپنی ذات کے سرور میں مست رہتا ہے اور دنیا اس کے واسطے تکلیف دہ نہیں رہتی۔ اس کو جیون موکش یا جیتے جی موکش کہتے ہیں۔

یہاں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ سروپ کا گیان ہوتے ہی آدمی کا شریر کیوں نہیں چھوٹ جاتا۔ جسم اور جسمانیات تمام اگیان کا کاریہ ہے۔ جیون مکت گیانی کو اس سے کیا تعلق ہے۔ وہ تو سروپ آنند کی سمادھی سے بیدار ہونا ہی نہیں چاہیئے۔ یہ اعتراض حق بجانب ہے۔ لیکن سمادھی سے اٹھان نہ ہونا اسی حالت میں ممکن ہے۔ جب شریر نہ رہے۔ یہ بدیہہ موکش یعنی بغیر جسم کی موکش کہلاتی ہے اور جیون مکت کو بعد مرگ حاصل ہوتی ہے۔ جیون موکش کی حالت میں چونکہ سمادھی سے اٹھان بدیہی طور سے نظر آتا ہے۔ اس واسطے قدرتاً نتیجہ نکلتا ہے کہ کچھ اَبدیا اگیان باقی رہتا ہے۔ اس کو اَبدیا لیش یعنی جہل کا کچھ بقیہ کہتے ہیں۔ لیکن یہ اٹھان جیون مکت بندھ کا باعث نہیں ہوتا۔ وہ اپنے سروپ کو سمجھا ہوا ہے، اور اس اٹھان کی حالت سے دکھی نہیں ہوتا بلکہ تماشا سا سمجھتا ہے ہوا کرے۔ اس کو کیا نقصان پہنچا سکتا ہے۔ شریر کا بھوگ جب تک ہے برابر رہے گا۔ اس کی مثال یوں سمجھو، کہ کمان وار نے جب کمان سے تیر چھوڑ دیا، تو اس کو روک نہیں سکتا۔ تیر نشانے کی طرف جائے گا اور ضرور جائے گا۔ اسی طرح جن اعمال سے جسم کا آغاز ہوا ہے، وہ پھل دے کر ہی ختم ہوں گے۔ ان کے خاتمہ پر جسم کا خاتمہ ہو جاتا ہے تو جیون مکت کو بدیہہ کہتے ہیں۔ وہ سروپ آنند کی اس سمادھی میں مگن ہوتا ہے۔ جس سے پھر اٹھان نہیں ہے۔

موکش کی نسبت سخت مغالطے ہو رہے ہیں۔ بعض سمجھے ہوئے ہیں کہ موکش آٹھ دس ہزار برس کے لئے ہوتی ہے اور آدمی پھر جنم لینے کے واسطے مجبور ہوتا ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ موکش کی حالت میں جیو جڑ پتھر بن جاتا ہے۔ بعض کا خیال ہے کہ جیو برہم میں اس طرح مل جاتا ہے، جس طرح قطرہ سمندر میں مل جاتا ہے اور اپنی ہستی کھو بیٹھتا ہے۔ یہ سب لغویات ہے۔ موکش اس حالت کا نام ہے۔ جس میں جگت اور اس کے دکھ کے انوبھو یا احساس کی بجائے اپنے سروپ کا انوبھو ہوتا ہے، جو بے نظیر اور بے مثال آنند ہے۔ مکت پرش کے واسطے مایا کا تماشا ہو چکا۔ وہ اپنی ذات میں قائم ہے۔ اس کے واسطے پھر جنم لینا کیسا۔ جیو اور برہم کوئی دو چیزیں تو نہیں۔ جیو ہی برہم روپ ہے۔ ان میں جزو اور کل کا علاقہ نہیں ہے کہ ایک دوسرے میں مل کر اپنی ہستی کھو بیٹھے۔ نیز جیو گیان سروپ ہے۔ کوئی جڑ چیز تو نہیں۔ جس میں بشے کے سمبندھ سے گیان کا گن پیدا ہوتا ہے، اور اب نہیں رہا۔ اس کا انوبھو یا احساس کہاں جا سکتا ہے۔ سنسار دشا میں محدودیت اور دکھ کا انوبھو تھا۔ اب یہ انوبھو ہے کہ میں

غیر محدود ہوں۔ ست ہوں، چت ہوں اور آنند ہوں۔ اسی حالت کو محسوس کر کے اپنشد کا رشی بولتا ہے۔ "میں ہی نیچے ہوں، میں ہی اوپر ہوں، میں ہی پیچھے ہوں، میں ہی آگے ہوں، میں ہی دائیں ہوں، میں ہی بائیں ہوں۔" یہ غیر مشروط اور غیر محدود ذات محیط و بسیط کا انوبھو یا احساس ہے۔ جس کا نام موکش ہے۔ یہ ویدانت کی معراج ہے اور اس کو ویدانت آدمی کا اصلی سروپ بتاتا ہے۔ اس سروپ انوبھو میں نہ کرم یوگ اور بھگتی کی مناسبت ہے نہ اپاسناؤں کی۔ یہ سب نیچے درجے کی چیزیں ہیں۔ گیان ہی آدمی کو اس انتہائی درجے پر پہنچاتا ہے اور وہ گیان ویدانت دیتا ہے۔ اسی واسطے ویدانت ڈنکے کی چوٹ کہتا ہے۔ "تت توام اسی" یعنی اے جیو وہ سچدانند غیر محدود برہم تو ہی ہے۔ سادھو میں ویدانت کی منادی سناتا ہوں۔ ہاں کوئی سننے سمجھنے والا ہے۔ اگر گوش شنوا ہے، تو سنو۔ اور اگر دل دانا ہے۔ تو سمجھو۔ یہ وہ منادی ہے جو ہندوستان میں ابد الآباد سے گونجتی ہے۔ یہ وہ منادی ہے۔ جو اپنی مقدس سرزمین سے شروع ہو کر اور ممالک میں پہنچی ہے اور جس نے جہان کے نظام ہائے فلسفہ پر اپنا اثر ڈالا ہے اور ڈال رہی ہے۔

ویدانت کی منادی

جنہیں کچھ خبر میرے برتانت کی ہے! — انہیں فکر بھی کچھ نہ دیہانت کی ہے
غرض میں نے فکر ان کی سب شانت کی ہے — منادی جہاں میں یہ ویدانت کی ہے

کسی نے عبث ڈر کے بھی کچھ لیا ہے — تمہیں ڈر ہے کس کا تمہیں خوف کیا ہے
جگت متھیا ہے۔ جگت متھیا ہے — منادی جہاں میں یہ ویدانت کی ہے

بکھیڑوں کے دنیا کے کیوں تم حزیں ہو — بکھیڑوں میں تم پھنسنے والے نہیں ہو
جہاں خواب ہے، اور تم خواب میں ہو — منادی جہاں میں یہ ویدانت کی ہے

نہ برہما کی پدوی کی تم چاہ کرنا — کہ برہما بھی متھیا ہے متھیا سے ڈرنا
بس ایک ستیہ تم ہو وہم اپنا ہی بھرنا — منادی جہاں میں یہ ویدانت کی ہے

نہ کچھ دھرم میں ہے نہ کچھ دھیان میں ہے — نہ کچھ کرم میں ہے نہ کچھ گیان میں ہے
یہ سب محض مایا کے امکان میں ہے — منادی جہاں میں یہ ویدانت کی ہے

وہ تم ہو جو مایا سے کوئی بری ہے
یہی بہتری ہے یہی برتری ہے
سوار اُس کے سر پر ہو یہ سربلندی ہے
مُنادی جہاں میں یہ ویدانت کی ہے

وہ تُم ہو جو چھُوٹا ہے مایا سے کوئی
یہ ہے سترِ مخفی کرو راز جوئی!
عبث فکر میں عُمر کیوں تُم نے کھوئی
مُنادی جہاں میں یہ ویدانت کی ہے

کرم میں نہ تم دل کو ہرگز لگانا
نہ آنا تمہیں ہے کہیں اور نہ جانا
بہشت بریں کا ہے جھُوٹا فسانہ
مُنادی جہاں میں یہ ویدانت کی ہے

تمہارا ہے جو کام وہ ہے شریعت!
تمہیں معرفت ہو تمہیں ہو حقیقت
تمہاری ہے جو راہ وُہ ہے طریقت
مُنادی جہاں میں یہ ویدانت کی ہے

تمہیں کون سے نُور کی آرزو ہے
وہ نُور اور سرُور آپ اے شخص تُو ہے
سرُور ایسا کیا ہے جو یُوں جستجُو ہے
مُنادی جہاں میں یہ ویدانت کی ہے

عبث بندھ کے رنج سے ہو حزیں تم
سدا مُکت ہو بدھ ہرگز نہیں تم
عبث موکش کے غم میں اندوہگیں تم
مُنادی جہاں میں یہ ویدانت لی ہے

تعیّن کے بے سود پابند تُم ہو
خود اے دوستو سچّدانند تم ہو
تقیّد میں بے فائدہ بند تم ہو
مُنادی جہاں میں یہ ویدانت کی ہے

تُم اے دھیان کی راہ میں بڑھنے والو
اُبھے پد کو پہنچو میرے پڑھنے والو
تُم اے گیان کے بام پر چڑھنے والو
مُنادی جہاں میں یہ ویدانت کی ہے

تمہیں بھُول کر بھی کسی کا نہ ڈر ہو
اچل ہو اٹل ہو اجر ہو امر ہو
ابھے تم ہو بے خوف اور بے خطر ہو
مُنادی جہاں میں ویدانت کی ہے

تمہارا اگر دھرم شانتی ہے
کہ بس شانتی وہ ہے جو ویدانتی ہے
سنو مہر دنیا یہی مانتی ہے
منادی جہاں میں یہ ویدانت کی ہے
(کلام مہر جلد ثانی)

یہ اشعار سوامی برہمانند نے بڑے جوش و خروش اور زور شور کے ساتھ پڑھے۔ اور جس وقت وہ پڑھ کر خاموش ہوئے تو سننے والوں کے رونگٹے کھڑے ہو گئے۔

بالمیکی رامائن (سنکشپت)

بالمیکی رامائن میں کل سات کانڈ ہیں ـــ بال کانڈ، اجودھیا کانڈ، ارنیہ کانڈ، کشکندھا کانڈ، سندر کانڈ، یدھ کانڈ اور اتر کانڈ۔

بالمیکی رامائن حصہ اول میں بال کانڈ اور اجودھیا کانڈ شائع ہوئے ہیں۔ اس کی قیمت ۱۱/- گیارہ روپے ہے۔ یہ حصہ رسالہ اوم کے خریداروں کو سالانہ چندہ میں ہی مفت بھینٹ کیا جاتا ہے۔

بالمیکی رامائن حصہ دوئم میں ارنیہ کانڈ اور کشکندھا کانڈ شائع ہوئے ہیں۔ اس کی قیمت آٹھ روپے مقرر ہے۔ لیکن رسالہ اوم کے سالانہ خریداروں سے اس حصہ کی رعایتی قیمت صرف پانچ ۵/ روپے علاوہ دو ۲/ روپے رجسٹری ڈاک خرچ۔ کل مبلغ سات ۷/ روپے وصول کی جاتی ہے۔

بالمیکی رامائن حصہ سوئم (آخری حصہ) میں سندر کانڈ، یدھ کانڈ اور اتر کانڈ شائع ہوئے ہیں۔ اس کی قیمت چودہ ۱۴/ روپے ہے۔ لیکن رسالہ اوم کے سالانہ خریداروں کو یہ حصہ رعایتی قیمت دس ۱۰/ روپے علاوہ دو ۲/ روپے رجسٹری ڈاک خرچ، کل مبلغ بارہ ۱۲/ روپے میں دیا جاتا ہے۔

ضروری نوٹ: ـــ رسالہ اوم کے نئے بننے والے خریدار سالانہ چندہ اٹھائیس ۲۸/ روپے کے ساتھ ہی بالمیکی رامائن حصہ دوئم کی رعایتی قیمت پانچ ۵/ روپے اور حصہ سوئم کی رعایتی قیمت دس ۱۰/ روپے، کل مبلغ تینتالیس ۴۳/ روپے بذریعہ منی آرڈر بھیج کر چار ۴/ روپے کی مزید بچت کر سکتے ہیں۔ ہم ان سے الگ ڈاک خرچ وصول نہیں کریں گے۔ بالمیکی رامائن حصہ اول کے ساتھ ہی انہیں حصہ دوئم اور سوئم بھی ارسال کر دئے جائیں گے۔ وی پی منگوانے پر رعایت نہیں ہوگی۔ وی پی سینتالیس ۴۷/ روپے کے لئے کیا جائے گا۔

رسالہ اوم کے پرانے خریداروں کی توجہ کے لئے

بالمیکی رامائن حصہ سوئم ستمبر ۱۹۷۶ء کے آخری ہفتہ میں ڈسپیچ کیا جا چکا ہے۔ جن سجنوں نے اس کی قیمت پیشگی ارسال کر دی تھی، ان کی خدمت میں یہ حصہ انڈر پوسٹل سرٹیفکیٹ بھیجا جا چکا ہے۔ اگر کسی صاحب کو نہ پہنچا ہو تو وہ ہمیں مطلع کریں۔ ہم دوبارہ بذریعہ رجسٹری بھیج دیں گے۔

"مینیجر"

مرسلہ پنڈت ہربنس لال جی شرما۔ نکودر

جوگ ساگر (مسلسل)

(حضرت غلام جیلانی صاحب)

ن - تانہہ کوئی تول پھڑ گورو۔ اوسنوں سکھشیا گیان بن عمر بھر شٹ پیارے
کرشن ویو جی گیتا دے وچ کہہ گئے۔ یناں گیان دے جنم ہے نشٹ پیارے
گیان گورو دے باہجہ نہ کتے ملدا دیکھی پوتھیاں دی ساری لسٹ پیارے
سنگت گورو دے نال کرتار ملدا سنگت ست گوراں سورگ بہشت پیارے
سنگت ستگوراں باہج کد مکت ملدی وچ لکھیا جوگ واشسٹ پیارے
غلام جیلانی شاہ ست گورو گیان داتا پھر کے ویکھیا سگل ہر شٹ پیارے

کتھا۔ میرے پریمی سجنو! یہ بچن یاد رکھنے کے قابل ہے کہ سادھن کے بغیر من بس میں نہیں آتا۔ جیسے مست ہاتھی انکش کے بغیر قابو میں نہیں آتا اور سادھن بغیر گورو کے سمجھائے ہو نہیں سکتا، اور سادھن چار قسم کے ہوتے ہیں:۔

(۱) ادویت۔ گیان کا مضبوطی اور استقلال کے ساتھ یقین کرنا۔

(۲) سادھو اور گیانیوں کا نت سنگ۔

(۳) دکھ دائیک باشناؤں کا تیاگ۔

(۴) پرانا یام یعنی شبھ کرموں کا عمل اور سواسوں کا شغل۔

ان چاروں کی مدد سے یہ چت اس طرح شانت ہو جائے گا۔ جس طرح برکھا سے تپتی ہوئی دھرتی ٹھنڈی ہو جاتی ہے، اور گرد و غبار بیٹھ جاتا ہے۔ جو شخص ان سادھنوں کو چھوڑ کر اور قسم کا سادھن کرتے ہیں۔ وہ شخص روشنی کو چھوڑ کر اندھیرے کو اندھیرے کی مدد سے دور کرنا چاہتے ہیں۔ یہ ایسا کارج ہے جیسا کہ ہاتھی کو پھول کی ڈنڈی سے باندھنا، اور پھر خیال کرنا کہ بندھا رہے گا۔ یہ مہان کٹھن ہے۔ اگیانی کا من خوف اور بھے سے ڈرپوک بنا رہتا ہے۔ اس میں درڑھ (پختہ) وشواس نہیں ہوتا۔ وہ بازار میں لائے ہوئے جنگلی ہرن کی طرح ہر وقت گھبرایا ہوا رہتا ہے۔ ظاہری کرم کانڈ میں پھنسے ہوئے اگیانی رہتے ہیں وہ شکتی پراپت نہیں کر سکتے۔

میرے پریمی سجنو! ابھیاس کو معمولی چیز نہ سمجھو، اور نت کا ابھیاس تِل تِل کر چند سال کے بعد جمع ہوکر برکھا کے جل کی طرح یعنی بُوند بُوند گر گر کر دریا بن جاتا ہے۔ وچار کے بیج کو ذرا اُگنے اور ہرا تو ہونے دو۔ پھر دیکھیئے کہ تھوڑے ہی وقت میں برکھش بن جائے گا۔ جس کے تلے سینکڑوں جیو جنتو بیٹھ کر آنند لیں گے، اور جو شخص ابھیاس نہیں کرتے، وہ اِنسان کہلانے کے بھی حقدار نہیں بلکہ پشو سمان یا مُردہ ہیں۔ لوہار کی دھونکنی کی طرح سوانس لیتے ہُوئے دکھائی دیتے ہیں۔ ~

جیں گھٹ پریم نہ نام رس سو گھٹ جان مسان
جیسے کھال لوہار کی سوانس لیت بن پران

یا تو تم گیان کے لئے جتن کرو یا گیانیوں کے ست سنگ میں بیٹھ کر اس کا اُپائے سوچو۔ جس طرح دُودھ کو متھ کر مکھن نکال لیا جاتا ہے، ویسے ہی شاستروں اور گیان کی پُستکوں اور مہاتماؤں کے بچنوں سے گیان کا عطر و جوہر نکالا کرو، اُسی کو آتم وچار کہتے ہیں۔ اس طبیعت کا منش عارف و گیانی ہوگا۔ سنسار کی کوئی مُصیبت بھی اُس کے دِل کو پریشان نہ کر سکے گی۔ ایسا اِنسان نہ کسی کو دوست سمجھتا ہے، نہ دُشمن۔ اِس سنسار کے بھرم میں نہیں پھنستا اور اگیانیوں کا حال اس کے اُلٹا رہتا ہے۔ یعنی ہر وقت دُکھی رہتے ہیں۔

میرے بھراتا جی! من کو اسنگ کرنے کا جتن کرتے رہو؟ سنگ سے بندھن پیدا ہوتا ہے۔ اسنگ سے مُکت پراپت ہوتی ہے۔ ہر جگیاسُو کو اسی سادھن میں چت لگانا چاہیئے، اور جوگ شاستر میں لکھا ہے۔ میرے پریمی سجنو! شُرت یعنی رُوحانیت کی سِکھشا حاصل کرنے کے لئے گُورو کی ضرورت کس کو معلوم نہیں۔ ~

صحبتِ مرداں اگر یک ساعت است
بہتر از صد خلوت و صد طاعت است

اَرتھ:۔ مہاپُرشوں کی سنگت ایک گھڑی کی سو سال بھجن کرنے سے اُتم پھل لہ کمی ہے۔ جب معمولی سے معمولی پیشہ یا ہُنر و وِدّیا سیکھنا ہو، تو اُستاد یا گُورو کے بغیر کچھ نہیں آتا۔ تو برہم ودّیا کے سیکھنے کے لئے جس سے لوک پرلوک کا بھلا ہو۔ بغیر گُورو کے کسی طرح ممکن ہے۔ آجکل گُورو کے دھارن کرنے کو اور اُس کے لابھ کو بہت کم لوگ جانتے ہیں۔ اور گُورو دھارنا کرنا ضروری کارج نہیں سمجھتے۔ اِس میں شک نہیں کہ موجودہ ہندو اور مسلمان فرقہ میں بہت کچھ خرابیاں پیدا ہو گئی ہیں اور دھارمک کارجوں کی طرح گُورو دھارن کرنا بھی ایک معمولی رسم ہوگئی ہے۔ جس سے اکثر صورتوں میں دین و دُنیا کا کوئی لابھ حاصل نہیں ہوتا۔ لیکن اس بات سے کون اِنکار کر سکتا ہے کہ مذہبی باریکیاں اور مشکل مسئلے شاستر کے جو رُوحانی اَمر ہیں۔ اُن کے سمجھنے کے لئے گُورو کی ضرورت ہے۔

ل ۔ لکھ بھاویں جتن بھریں کردا ملے مکت نہ کدے گیان باہجوں
باہجوں ستگوراں کدے نہ گیان بلدا چلے تیر نہ کدے کمان باہجوں

میرے پیارے سمجھو! اگر تم ویدانت شاستر کے رموز سے واقفیت حاصل کیا چاہتے ہو، تو کسی ایسے شخص کو تلاش کرو، جو ویدانت یعنی علم تصوف سے واقف ہو، اور برہم ودیا کی پوری پوری سمجھ رکھتا ہو۔ وہ تمہاری شنکا یعنی شک وشبہ دُور کرکے گوڑھ مسئلے نہایت آسان طریقہ سے اور ہر طرح تمہیں مشکل شاستر سمجھنے کے لئے آسان رستہ دکھائے گا۔

میرے بھائیو! کتابیں پوتھیاں بھی گورو ہیں مگر مُردہ اور گُونگا۔ زندہ گورو ان سے اچھا ہوتا ہے۔ کیونکہ بولنے والا گورو گونگے گورو سے بہتر ہوتا ہے۔ گورو ایسا ہونا چاہیئے کہ وید کے معنی اچھی طرح خود بھی سمجھتا ہو اور دوسروں کو بھی سمجھانے کی شکتی رکھتا ہو۔ اپنا اور برہم کا رُوپ ایک جانتا ہو، اور اس پر پختہ وشواس رکھتا ہو، اور پانچ پردوں کا خیال مٹا دے اور بے دُوئی شدھ برہم کا رُوپ دکھا دے۔ گورو وہ ہے جو یہ اُپدیش دے کہ دُنیا نظارۂ سراب کی طرح ناشمان اور جھُوٹی ہے۔ اس میں من نہیں لگانا چاہیئے۔ اس میں رہ کر سادگی سے دن کاٹ لو۔ گورو وہی ہے، جو آتم گیان میں پختہ ہو۔ وہ آچاریہ نہیں جو وید تو پڑھتا ہو مگر گیان یعنی معرفت میں پختہ نہ ہو۔ جس کا نشچے گیان میں پختہ ہو، اور وید کے معنی بھی جانتا ہو۔ وہ خود تو مکت ہے مگر اوروں کو اُپدیش کرنے سے معذور ہے۔ کیونکہ وہ نیچے جگیاسو کو شدھ سکھشا دینے سے قاصر ہے، اور وہ اُتم اُدھیکاری کو اُپدیش دے سکتا ہے، جسے اشارہ ہی کافی ہوتا ہے۔ بحث و دلیل کی ضرورت ہی نہیں پڑتی، اور انجان ہستیوں کو اُپدیش نہیں دے سکتا۔ (باقی پھر)

تصحیح

(۱) پرچہ ماہ ستمبر ۱۹۷۶ء، صفحہ ۵۹ پر نظم بعنوان "درسِ عمل" چھپی تھی۔ اس نظم کو لکھنے والے شری نند کشور جی اخگر فیروز پوری ہیں۔ غلطی سے اُس پر لالہ کانشی رام جی چاولہ کا نام چھپ گیا ہے۔ ناظرین اوم اپنے اپنے پرچہ میں درستی کر لیں۔

(۲) پرچہ ماہ اکتوبر ۱۹۷۶ء صفحہ ۲ گور بانی ۔ لائن نمبر ۲ "جھ سمرت گنگا سی اُدھری" درست کیا جاوے ــــ "گنگا جی" غلط چھپا ہے۔

"ایڈیٹر"

پرارتھنا

از شری ستگور پرشاد جی سریواستوا

ہری اوم تت ست۔ ہری اوم تت ست

تُو ہی مالکِ کُل تُو ہی سروشکتی۔ تُو ہی جس کو چاہے کرے اُسکی مُکتی
سدا گیت گاؤں کروں تیری بھگتی۔ تُو رکھتا ہے سب پر سدا اپنی شکتی ہری اوم......

تری یاد اک لمحہ دِل سے نہ جائے۔ نہ کوئی کبھی دُکھ بھی مجھ کو ستائے
ترا نام جپتا رہوں دِل لگا کے۔ رہے سر پہ میرے ترا دستِ شفقت۔ ہری اوم.....

تمہیں مات ہو اور تم ہی پتا ہو۔ تمہیں بندھو ہو اور تم ہی سکھا ہو
تمہیں بامروت تمہیں باوفا ہو۔ نہ دُنیا میں مجھ کو کوئی اور رغبت۔ ہری اوم......

لگی نام سے تیرے مجھ کو لگن ہو۔ اسی میں میرا چِت ہر دم مگن ہو!
مجھے تو ہی رکھے جہاں تیرا من ہو۔ مگر میرے دِل میں نہ آئے کدورت۔ ہری اوم.....

نہ جانے کہاں تھا کہاں جا رہا ہوں۔ ہر اک سمت سے ٹھوکریں کھا رہا ہوں
پتہ پھر بھی اپنا نہ کچھ پا رہا ہوں۔ ہے تکلیف دِہ گرچہ رازِ مشیت۔ ہری اوم.....

بسی دِل میں میرے کوئی جو ہو صورت۔ اُسی کو میں سمجھوں گا تیری ہی مُورت
دِکھاوے کی مجھ کو نہیں کچھ ضرورت۔ مگر دِل میں آئے نہ کوئی خصومت۔ ہری اوم.....

نہیں چاہیئے مجھ کو دُنیا کی دولت۔ مگر خرچ پُورے کریں یا بدولت
نہیں چاہ باقی ملے جاہ و حشمت۔ جو کرتا ہوں یہ ہے محض کارِ خدمت۔ ہری اوم....

ترا نام جپنے کو جِتنے سبھی ہیں۔ مگر جو جسے بھائے جپتے وہی ہیں
کہیں رام اللہ خُدا سب صحیح ہیں۔ وُہی نام لے جسکو جس سے ہو رغبت۔ ہری اوم.....

نہیں کام کرنے کی ہے مجھ میں ہمت۔ کسی شے کی خواہش نہ کوئی بھی حسرت
گُزر جائیں جیون کے دِن ساتھ عزت۔ تو سمجھوں گا سدت گرو اسی کو غنیمت۔ ہری اوم....

رسالہ اوم دِلّی کا اگلا سالنامہ

جنوری ۱۹۷۷ء

بھکتی انک

کے نام سے منسوب ہوگا۔ جسکی قیمت فی کاپی

دس روپے

مقرر ہوگی۔ لیکن سالانہ چندہ ۲۸ روپے میں مُفت بھینٹ ہوگا۔ اس دھارمک پُستک میں بھگتی یوگ پر مدلّل مضامین ہونگے اور بھگتوں کی کتھاؤں سے لبریز ہوگا۔

"مینیجر"

لکشمی پوجا

آج کے یگ میں پیسہ ہی بھگوان

(پوجیہ مہاتما آنند سوامی جی مہاراج کی ایک منوہر کتھا)

جو لکشمی کے لیئے بھگتی کرتے ہیں، انہیں شانتی کہاں ملے گی اور لکشمی کے بغیر کام تو کسی کا چلتا نہیں۔ گرہستی تو گرہستی ساد ھوؤں کا کام بھی دھن کے بغیر نہیں چلتا۔

سادھو بھی دیکھتے رہتے ہیں کہ کوئی بمبئی، احمد آباد کا سیٹھ آئے اور انہیں چوکھی سی دکشنا دے جائے۔ کئی کئی سادھو تو گرہستیوں سے کہیں زیادہ امیر ہیں۔ دوسروں کو کہتے ہیں "یہ مایا کا موہ چھوڑ دو۔" خود بڑے بڑے آشرم، مٹھ اور محل بناتے جاتے ہیں۔ اُن میں قیمتی سنگ مرمر کے فرش ہیں۔ ایر کنڈیشن کمرے ہیں۔ غسل خانے بھی ایر کنڈیشن ہیں۔

ایک مہاتما جی ہیں۔ اُن کا نام نہیں بتاؤں گا۔ اُن کے پاس قریباً ڈیڑھ کروڑ روپیہ ہے۔ بمبئی کے بڑے بڑے سیٹھ اور ساہوکار اُن کے مقروض ہیں۔ باقاعدہ سُود لے کر وہ لوگوں کو لاکھوں روپیہ دیتے ہیں۔ مَیں نے انہیں دیکھا اُن کے پاس رکھے بڑے بڑے رجسٹروں کو دیکھا۔ تو حیرت سے کہا: "مہاتما جی۔ یہ آپ کیا کرتے ہیں؟" وہ بولے۔ "یہ تو دھندہ ہے، دھندہ نہ کریں تو اتنے روپے کو کیا کریں۔"

آپ تو جانتے ہیں لکشمی کے بغیر تو نارائن بھی نہیں رہتے۔ نارائن کو لکشمی نارائن کہتے ہیں۔ پہلے لکشمی کا نام آتا ہے۔ بعد میں نارائن کا۔"

یہ سچ ہے میرے بھائی کہ نارائن، وشنو، شِو، مہادیو، پاربتی، لکشمی، برہما، سرسوتی اور ایسے ہی ہزاروں دوسرے نام الگ الگ ہستیوں کے نہیں۔ ایک ہی ایشور کے نام ہیں۔ اُس پرم پتا پرمیشور کے گنوں کے نام۔ وہ تو ایک صرف ایک ہے۔ بے انت، نراکار، ست چت آنند، اجر، امر، سرب ویاپک، سرب انتریامی، سرب شکتی مان۔ یہ الگ الگ نام تو اُس کے گنوں کے ہیں۔ اُس کا اپنا نام صرف اوم ہے۔

پھر بھی عام لوگوں کو سمجھانے کے لئے کئی کہانیاں بنادی گئی ہیں۔ ایسی ہی ایک کہانی بھگوان نارائن اور دیوی لکشمی کی سنئے:-

دونوں بیٹھے تھے بیکنٹھ میں، باتیں کر رہے تھے تو نارائن جی مہاراج نے دور نیچے پھیلی دھرتی کو دیکھا کہ مندروں، مسجدوں، گوردواروں، گرجا گھروں، شوالوں، تیرتھوں میں ہر جگہ بھیڑ ہے۔ کہیں سجدے ہو رہے ہیں، کہیں کیرتن، کہیں پوجا ہو رہی ہے، کہیں سنکھ اور گھڑیال بج رہے ہیں۔ کہیں بیٹھے مدھر سُروں میں گیت گائے جاتے ہیں۔ کہیں طرح طرح کے ساز بج رہے ہیں۔ کہیں دھیان لگانے والے آنکھیں مُوندے بیٹھے ہیں۔ کہیں گھور تپ ہو رہا ہے۔

نارائن نے کہا دیکھو لکشمی! دُنیا کے لوگ کتنے اچھے ہیں۔ سب میرے لئے دیوانے ہوئے جاتے ہیں۔ سب میری پوجا کرتے اور مجھے پیار کرتے ہیں۔ لکشمی ہنستی ہوئی بولی۔ دھوکے میں نہ رہو مہاراج۔ یہ سب آپ کو نہیں مجھے چاہتے ہیں۔

نارائن نے کہا۔ "یہ کیا کہتی ہو بھاگوان۔ یہ سب تو میرا نام لے رہے ہیں۔ یہ جپ تپ، پوجا، پاٹھ، ایگ دھیان، کیرتن اور کتھائیں میرے لئے ہیں۔

لکشمی بولی۔ وہ دھوکا دے رہے ہیں، آپ دھوکا کھا رہے ہیں۔ اُن کے من میں جھانک کر دیکھئے تو معلوم ہوگا کہ وہ نام نارائن کا لیتے ہیں، چاہ لکشمی کی کرتے ہیں، اگر آپ کو وشواس نہ ہو، تو نیچے چلئے، اُن سے پوچھ کر دیکھ لیجئے۔

نارائن نے کہا۔ منظور ہے مجھے! لیکن میں کہتا ہوں لکشمی، تم ہار جاؤ گی۔ میں جو سرو شکتی مان ہوں۔ میں جو اجر، امر، ستیہ اور اوناشی ہوں۔ میں جو پرم ستیہ، پرم شانتی اور پرم آنند ہوں، مجھے چھوڑ کر تمہیں کوئی چاہے گا کیوں؟

لکشمی ہنستی ہوئی بولی۔ "ہاتھ کنگن کو آرسی کیا؟ آپ نیچے چلئے۔ ابھی اصلیت کا پتہ لگ جائے گا۔

اور لو جی۔ دونوں آگئے نیچے۔ نارائن نے ایک بزرگ ودوان سادھو کا روپ بنالیا۔ لکشمی نے ایک فلم ایکٹریس کا۔ ایک شہر میں پہنچے دونوں۔ لکشمی نے کہا۔ آپ پہلے جائیے اپنا جادو چلائیے تاکہ بعد میں آپ یہ نہ کہیں کہ میں نے پہل کر دی ہے۔

نارائن بولے۔ مجھے تم پر ترس آتا ہے۔ جہاں میں جاؤں گا، وہاں تمہیں پوچھے گا کون؟

لکشمی نے سادھو بابا کے ہاتھ میں کمنڈل دیتے ہوئے کہا۔ آپ جائیے تو سہی۔ بعد میں دیکھا جائے گا کہ کس کس کو ترس آتا ہے۔

نارائن ایک ہاتھ میں کمنڈل دوسرے میں مالا لے کر، بغل میں مرگ چھالا دبائے اپنی سفید داڑھی اور سفید بالوں کے ساتھ نگر میں پہنچے تو میٹھی آواز میں "اوم نمو بھگوتے نارائنائے" کا جاپ کرتے ہوئے۔ ایک تو اُن کی

مدھر آواز۔ تیسرے ان کے چاروں طرف جاگتی ہوئی شانتی۔ جدھر جدھر سے وہ گزرتے۔ ادھر ادھر سے لوگ ان کے ساتھ ہو گئے، بوڑھے اور نوجوان، عورتیں اور بچے، دکاندار اور کارخانہ دار، مزدور اور کسان، ہزاروں لوگ۔ نارائن آگے بڑھتے گئے۔ شہر کے دوسرے سرے سے پرے ایک کھلے میدان میں پہنچ گئے۔ ایک اونچی جگہ کھڑے ہو کر بولے۔ "آؤ، میرے ساتھ مل کر اس کو یاد کرو، جو نراکار پرم برہم ہے۔ جو نرلیپ ہے، نروکار ہے۔ جو پرم شانت ہے۔ شدھ بدھ مکت سروپ ہے۔ جو اس سرشٹی کے شروع ہونے سے پہلے بھی تھا، جو اس کے بعد بھی ہمیشہ رہے گا، جو سبھی گنوں سے اوپر ہے۔ اور جس میں سبھی گن اس طرح سما جاتے ہیں، جیسے سمندر میں لاکھوں ندیاں۔ آؤ اس کو یاد کرو۔ میرے ساتھ بولو۔ "اوم نمو سچدانندائے"، ایک عجیب سماں بندھ گیا وہاں۔ ایسے معلوم ہوتا تھا کہ دھرتی، آکاش، کھیت، ندیاں، نالے، باغ۔ سب ایک مدھر سنگیت کے سمندر میں تیر رہے ہیں۔ ٹھٹ کے ٹھٹ لوگ چلے آتے تھے۔ شہر جیسے خالی ہو گیا تھا۔

تبھی اسی میدان میں دور پرے لکشمی جی پہنچ گئیں ایک خوبصورت نوجوان فلم ایکٹرس کا روپ بنا کر، ان کی شکتی سے ایک اونچا سٹیج بن گیا وہاں۔ اس کے آس پاس طرح طرح کے پھول کھل اٹھے۔ کتنے ہی رنگوں کے پردے لہرانے لگے، کتنے ہی قسم کے ساز بج اٹھے۔ لکشمی نے کھڑے ہو کر ایک فلمی گیت شروع کر دیا۔ اس گیت کے سنتے ہی نارائن جی کے چاروں طرف کھڑے لوگوں میں ہلچل سی ہوئی۔ نوجوان لڑکے اور لڑکیاں نارائن جی کو چھوڑ کر فلم ایکٹرس کی طرف چل پڑے۔ تھوڑی دیر کے بعد ادھیڑ عمر کے لوگ بھی لکشمی کے پاس پہنچ گئے، تب بچے بھی۔ نارائن جی کے پاس صرف بوڑھے مرد بوڑھی عورتیں رہ گئیں۔

نارائن جی نے جب یہ دیکھا تو حیران ہوئے۔ تب من ہی من میں بولے۔ "یہ بچے اور نوجوان تو مورکھ ہیں۔ اصلیت کو جانتے نہیں، اصلیت تو میں ہوں ـــــــ اور جب ان کے آس پاس کھڑے بوڑھے بزرگوں نے ان کے سامنے اپنی اپنی بھینٹ رکھی۔ کسی نے پھل۔ کسی نے پھول کسی نے ندی کی لہروں کی طرح گنگنانے اور بادلوں کی طرح گونجتے ستوتر۔ تو بھگوان نارائن نے مسکراتے ہوئے سوچا۔ اب یہ لکشمی ہارے گی۔ وہ بچے اور نوجوان لکشمی کو یہ سب کچھ کہاں سے دیں گے، وہ تو صرف تماشہ دیکھنے گئے ہیں۔

لیکن لکشمی نے سب کو مخاطب کر کے کہا۔ دیکھو میں صرف گاتی نہیں ہوں، مجھ میں ایک اور گن بھی ہے۔ جو بھی میرے پاؤں کو چھوئے گا یا دور سے بھی ان کو نمسکار کرے گا، اس کی انگلی میں ہیرے کی ایک انگوٹھی آ جائے گی۔ جب لوگوں نے یہ سنا تو لوگ دوڑ دوڑ کر لکشمی کے پاؤں چھونے کے لئے آگے بڑھنے لگے۔ ہر کسی نے دیکھا کہ پاؤں کو چھونے یا نمسکار کرنے کے ساتھ ہی اس کے ہاتھ میں چمکتے ہیرے کی انگوٹھی آ جاتی ہے نارائن جی کے پاس بیٹھے بوڑھے بزرگوں نے اس ہنگامے کو سنا تو پوچھا۔ "یہ کیسا شور ہے؟" کسی نے بتایا "وہ فلم ایکٹرس ہے نا۔ جو بھی اس کے پاؤں کو چھوتا ہے، اس کے ہاتھ میں ہیرے کی انگوٹھی آ جاتی ہے۔" کتنے ہی لوگوں نے کہا

"ہیرے کی انگوٹھی"۔ اور سب لوگ نارائن جی کو چھوڑ کر لکشمی جی کے پاس پہنچ گئے۔ نارائن جی اونچے ٹیلے پر اکیلے ہی کھڑے رہ گئے۔ وہ اور اُن کا کمنڈل، اُن کی مالا، اُن کے جسم پر تھوڑے سے کپڑے اُن کے چرنوں میں بھینٹ کئے گئے پھل پھول، شال، دوشالے، گرنتھ اور گیت آدمی کوئی رہا نہیں۔ نارائن جی کو اس بات سے نراشا ہوئی۔ لیکن من ہی من میں انہوں نے سوچا۔ یہ تھوڑی دیر کی بات ہے۔ ابھی ان لوگوں کو معلوم ہوگا کہ یہ سونا اور ہیرا سب مٹی کے بدلے ہوئے رُوپ ہیں۔ ابھی یہ واپس آجائیں گے۔

لیکن لکشمی جی نے مُسکراتے ہوئے کہا۔ "سُنو بھائیو اور بہنو! صرف انگوٹھیاں دینے سے میرے من کی تسلی نہیں ہوتی۔ مَیں تمہیں رتن جڑا سونے کا ایک ایک ہار بھی دینا چاہتی ہُوں۔ لیکن اس کے لئے ایک شرط ہے۔ وہ سامنے ٹیلے پر جو بُوڑھا سادھو کھڑا ہے نا، اُس کے پاس سے کوئی بھی چیز لاکر مجھے دے دو تو ہر آدمی کو جو ایسا کرے گا، ایک جڑاؤ ہار مل جائے گا۔

اور لوگوں میں بھگدڑ مچ گئی۔ سب لوگ بوڑھے سادھو کی طرف دوڑے۔ اُس کے پاس رکھی چیز اُٹھانے لگے۔ پھل، پھول، کپڑے، کتابیں، گیت، سُوتر، سب کچھ دیکھتے ہی دیکھتے وہاں سادھو بابا کے سوا کچھ بھی نہیں رہا۔ تبھی کسی کو خیال آیا۔ اُس نے بابا کا کمنڈل چھین لیا۔ دُوسرے نے اُن کی مالا۔ تیسرے نے اُن کے اُوپر کی چادر، چوتھے نے کُرتہ پھاڑ ڈالا، پانچواں اُن کی دھوتی کھولنے لگا، تو نارائن جی بھاگے۔ آگے آگے نارائن جی، پیچھے پیچھے کئی لوگ۔ بیچارے نارائن جی بھاگتے بھاگتے ہانپنے لگے۔ دُوسرا کوئی چارہ دکھائی نہیں دیا، تو لوپ ہو گئے، لوگ اُنہیں دیکھ نہیں سکے۔ وہ ایک درخت کے پاس ہانپتے ہُوئے کھڑے ہو گئے۔ تبھی لکشمی جی بھی لوپ ہوئیں۔ اُن کے پاس آکر بولیں۔ کیوں مہاراج دیکھ لی آپنے بھگتوں کی اصلیت۔ مَیں نے صرف ایک ایک انگوٹھی دی اور وہ آپ کو چھوڑ کر چلے گئے، مَیں نے ہار دینے کا وعدہ کیا تو وہ آپ کے کپڑے اُتارنے لگے۔ آپ لوپ نہیں ہوتے تو وہ آپ کی داڑھی اور سر کے بال بھی اُکھاڑ لیتے۔ اب بتایئے، مَیں جیتی ہُوں کہ آپ۔

نارائن کھسیانے ہو کر بولے۔ "تم ہی جیتی بھاگوان۔ مجھے کیا معلوم تھا کہ یہ لوگ صرف نام ہی میرا لیتے ہیں۔ اصل میں تمہیں چاہتے ہیں"۔

تو یہ حالت ہے میرے بھائی، دولت کو سب چاہتے ہیں۔ دولت کے مالک کو کوئی چاہتا نہیں گیت گاتے ہیں نارائن کے، نگاہ رکھتے ہیں لکشمی پر ÷

(بشکریہ آریہ گزٹ)

منی آرڈر بھیجتے وقت اور خط وکتابت کرتے وقت اپنے خریداری نمبر کا حوالہ ضرور دیا کریں۔ تاکہ جلدی تعمیل ہو سکے۔ جواب طلب امُور کے لئے جوابی کارڈ بھیجنے کی کرپا کریں۔

"مینیجر"

تقدیر اور تدبیر

مٹا سکتا نہیں انساں قسمت کی تحریریں؟
جو اٹھیں صاحبِ ہمت کلیجہ کوہ کا چیریں
مقدّر کی یہ کی جاتی ہیں لغو تفسیریں
عروج و کامرانی اہلِ دانش کی ہیں جاگیریں

غلط ہے سامنے تقدیر کے بے بس ہیں تدبیریں
بدل ڈالیں جوانمردوں نے تدبیروں سے تقدیریں

اگر غالب جہاں میں اس قدر تقدیر ہوتی ہے
مٹائے سے نہیں مٹتی یہ وہ تحریر ہوتی ہے
بدل سکتی نہیں ناقابلِ تسخیر ہوتی ہے
تو کیوں انساں کی فطرت قائلِ تدبیر ہوتی ہے

غلط ہے سامنے تقدیر کے بے بس ہیں تدبیریں
بدل ڈالیں جوانمردوں نے تدبیروں سے تقدیریں

یہ لیکچر، وعظ، جلسے کس مرض کی ہیں دوا آخر؟
بدی نیکی مقدّر ہے تو حاصل اُن سے کیا آخر؟
اگر قسمت ہی سب کچھ ہے تو ان کا مدعا آخر؟
دماغ اس سمت دوڑایا تو ثابت ہو گیا آخر؟

غلط ہے سامنے تقدیر کے بے بس ہیں تدبیریں
بدل ڈالیں جوانمردوں نے تدبیروں سے تقدیریں

اخلاق اور روحانیت

از۔ ڈاکٹر سی۔ آر تنیجہ ارجن نگر۔ گوڑگاؤں

اخلاق اور روحانیت میں چولی دامن کا ساتھ ہے۔ جس شخص کے اندر روحانیت کا مادہ گویا پربھو پریم، پربھو کی عزت، پربھو کا خوف موجود ہے، اُس کا اخلاق، چرتر، کیریکٹر ضرور اچھا ہوگا۔ وہ روزانہ کے کاروبار میں اپنے اوپر کنٹرول رکھتا ہے۔ بول چال میں ہنس مکھ رہتا ہے اور غصہ کے وقت خود ضبطی، خود اعتمادی (SELF CONTROL) جیسے سنہری اصولوں پر قائم رہتا ہے۔ اس کی زندگی خوشحال بنی رہتی ہے۔ جو اپنے آپ کو صبر و تحمل کے اندر رکھتا ہے، وہ بولتا کم اور سوچتا زیادہ ہے۔ ضبط کے بغیر نہ تحمل رہتا ہے نہ صبر۔ تب انسان خود اعتمادی کے وصف سے محروم ہو جاتا ہے۔ جب کسی میں خود ضبطی نہیں، تو یقین رکھو، کہ اُس میں اخلاق کا اصلی جوہر ہی نہیں۔

دھارمک ودیا یا سکول کی تعلیم کا سب سے بڑا مقصد دماغی قویٰ پر ضبط حاصل کرنا ہے۔ اس کے بغیر کوئی شخص ٹھیک طور پر نہیں سوچ سکتا۔ اکثر آدمیوں میں کوئی نہ کوئی اخلاقی کمزوری ہوتی ہے۔ جو اُن کی کامیابی میں سدِ راہ بن جاتی ہے۔

دروغ گوئی، بد اخلاقی، بے اعتباری اور بد دماغی، ناپاکی، بے اعتدالی، بزدلی، کاہلی یا دیگر کمزوری انسان کو باوجود اس کی ہزار کوشش کے کامیاب نہیں ہونے دیتی۔

وہ شخص جو زندگی بھر کامیاب رہنا چاہتا ہے، اُسے لازم ہے کہ وہ اپنی تمام عادات پر پورا پورا ضبط رکھے۔ اپنی قوتِ ارادی (WILL POWER) کو بڑھائے۔ کچھ ایسے ملیں گے، جن کی زبان میں تاثیر ہوتی ہے کہ وہ ہزاروں پر حکومت کرتے ہیں۔ یہ وصف صرف شیریں زبانی میں ہی ملے گا۔

طیش کی حالت میں انسان اپنے آپ کو تو یکسر بھول جاتا ہے اور نقصان برداشت کرتا ہے۔ اگر انسان اشتعال اور طیش کی حالت میں صرف یہ حقیقت مدِ نظر رکھے کہ خاموشی سنہری نعمت ہے، تو زندگی پُر مسرت بن جاتی ہے۔

اس میں شک نہیں کہ تعلیم روحانیت کے بغیر ہم غیر مکمل ہیں۔ ذرا سی بات پر بھڑک اٹھتے ہیں۔ مگر سوال یہ ہے کہ بوقت غصہ اپنی زبان سے کیوں وہ الفاظ نکالیں، جو سدا دل و دماغ کو پریشان رکھیں۔

زہریلے تیر کی طرح خلش کرتے رہیں۔ گھریلو معاملات، بیوی بچوں کے جھگڑے، دوستوں اور ملازموں کی بہبودگی پر اشتعال میں نہ آؤ۔ ایسے موقعہ پر جو بات کرو نہایت سوچ سمجھ کر شیریں زبان کو مدِ نظر رکھ کر کرو۔ ورنہ یقیناً تمہاری زبان سے ایسے الفاظ نکل جائیں گے۔ جن پر تم ٹھنڈے دل سے غور کرنے کے بعد سخت افسوس کروگے۔ جب تم ایسے آدمی کو دیکھو جو اپنی زبان سے بلا سوچے سمجھے اگنی برسا رہا ہو، تو اُس سے کنارہ کر لو۔ کچھ دیر بعد وہ خود پچھتائے گا۔

خود ضبطی ایک عمدہ وصف ہے۔ اپنے اوپر ضبط، کنٹرول رکھنے والا شخص ہر حالت میں کامیاب رہتا ہے، اپنی شان و عزّت بڑھانے والا ہوتا ہے۔ ہر شخص اُس کی عزّت کرتا ہے، ہر میدان میں اُس کی فتح ہوتی ہے۔ روحانیت کی تعلیم کا یہی لُب لُباب ہے۔ سلیم الطبع شخص کو کوئی شئے حدِ اعتدال سے تجاوز نہیں کر سکتی۔ مگر یہ وصف بھی خود ضبطی کی بدولت ہی حاصل ہو سکتا ہے۔

سُنہری اصُول

یاد رکھیئے۔ جہاں تک ہو سکے ممکن شکنی، قوتِ برداشت، صبر و تحمّل کو زیادہ سے زیادہ اپنے اندر جمع رکھیئے۔ ہر کاروبار میں کامیابی ملے گی، چمن سدا بہار بنا رہے گا۔ ؎

ہر دور کچھ اپنے ساتھ نئے افکار و نظائر لاتا ہے
تہذیب و تمدّن کے حامی انسان بدلتے رہتے ہیں
موجوں کے تھپیڑے کھا کھا کے کتنے ہی سفینے ڈوب گئے
منشائے تمہاری رُخ اپنا طوفان بدلتے رہتے ہیں!

اوم پُورن مدا پُورن مِدم پُورناد پُورن مدَ اُچیتے!
پُورن سیہ پُورن مادائے پُورن میوا وشِشیتے!

اوم   اوم

اوم شردّھا کے پھُول

برہم لین ۱۰۸ سوامی گوبند ہری جی مہاراج کی بھینٹ

پرم پُوجیہ شری ۱۰۸ سوامی گوبند ہری جی مہاراج اَدھیکش بھگوان بھون، رشی کیش کا بھوتک شریر مورخہ ۳ اکتوبر ۱۹۷۶ء کو ایک لمبی بیماری پانے کے بعد شانت ہوگیا۔ اور تمام ست سنگی پُرشوں کو داغِ مفارقت دے گیا۔ اُنھوں نے تقریباً ایک ماہ پیشتر دہلی کے بھگوان ست سنگ بھون ٹیگور پارک میں پرم پُوجیہ کیلاش آشرم کے مہان وِدوان مہا منڈلیشور شری ۱۰۸ سوامی وِدّیانند جی مہاراج سے مسلسل پندرہ ۱۵ دِن دو گھنٹے صبح اور دو گھنٹے شام شریمد بھگوت گیتا کا پاٹھ اور ویاکھیا کا یگیہ آرمبھ کرایا۔ جس میں شامل ہو کر ہزاروں ست سنگی استری پُرشوں نے اپنا جیون سپھل کیا۔ شری سوامی جی مہاراج کا نربل اور روگی شریر اِتنی کٹھن تپسیا کے قابل نہ تھا۔ لیکن وہ یوگ بل کے دوارا اِس مہان یگیہ کو سمپُورن کر کے ہی اِس جہانِ فانی سے رُخصت ہوئے۔ اُن کے چہرے پر جلال اور مستی تھی۔ اُن کو اپنے شریر کی بیوفائی کا علم ہو چکا تھا اور معلوم ہو گیا تھا کہ یہ اب شانت ہونے والا ہے۔ اِس لئے اُنھوں نے اپنے تمام سنکلپ گیان اگنی میں بھسم کر دِیے تھے اور اپنے نِراکار ست چِت آنند سرُوپ میں مگن ہو گئے تھے

اُن کی لیاقتِ عملی، حوصلہ اور صبر و شکر، برہم نِشٹھا، پر اُپکار کی بھاونا، سب کے ساتھ ہاردِک پریم، جگیاسو کو سمجھانے کا بے نظیر طریقہ ـــــ ایسے تمام گُنوں کی طرف جب دھیان کیا جاتا ہے تو یہ خیال اُٹھتا ہے کہ ایسی مہان آتماؤں کا سنسار میں رہنا عام لوگوں کے اُپکار کے لئے بہت ہی غنیمت ہوتا ہے۔ اُنھوں نے دہلی، لُدھیانہ، کرنال وغیرہ بڑے بڑے شہروں میں ست سنگ بھون تعمیر کروائے۔ سنسکرت پاٹھ شالاؤں کو دان دِیا۔ بھکشوؤں کے لئے اَنّ کا سدا برت لگایا۔ غریبوں کے لئے ماہوار اِمدادی فنڈ کھولا۔ جس سے بیسیوں وِدھواؤں کی سہایتا ہوتی رہی۔ سادھو مہاتماؤں کی اَنّ وستر وغیرہ سے سیوا کی۔ اُونچ کوٹی کے وِدوان سدنت مہاتماؤں کو اپنے پریم سے باندھ کر بھگوان ست سنگ بھون

کو چار چاند لگائے۔ اُن کے اندر نمرتا کا مہان گُن تھا۔ اِتنی مہان ہستی ہوتے ہوئے بھی وہ ابھیمان سے رہت تھے۔ اُن کا آدرش بمصداق حسب ذیل شعر بہت ہی بُلند تھا۔

ہے باغِ جہاں میں گر تجھے ہمتِ عالی

کر گردنِ تسلیم کو خم اور زیادہ

لیتے ہیں ثمر شاخِ ثمرور کو جُھکا کر

جُھکتے ہیں سخی وقتِ کرم اور زیادہ

اُن کے مہان گنوں کا کہاں تک ورنن کیا جائے؟ ان کا جیون ہم سب کے لئے ایک آدرش تھا۔ وہ اوائل عمر سے لے کر تقریباً چھیاسی ۸۶ سال کی آیو تک گیان مارگ پر ہی گامزن رہے۔ لیکن جپ، تپ، یگیہ، دان، بھجن، ستسنگ، مہاپُرشوں کی سیوا، ان تمام شُبھ اور شاشتریہ کرموں کا کبھی تیاگ نہیں کیا۔ اُنہوں نے پرم پُوجیہ شری ۱۰۸ سوامی گوبند آنند جی مہاراج شِشیہ شری سوامی رام تیرتھ جی مہاراج، مہاتما شری سوامی گوراندتہ مل جی مہاراج اور اُن کے شِشیہ شری سوامی بھگوان سنگھ جی مہاراج کی سیوا اور سنگت سے اپنے مہان آدرش (مُکتی) کو پراپت کیا۔

بھگوان ست سنگ بھون کے رُوپ میں جو پودا شری سوامی گوراندتہ مل جی مہاراج نے لگایا اور جس کا پالن پوشن کر کے پریم لین ماسٹر ملک راج جی اور شری سوامی بھگوان سنگھ جی مہاراج نے بڑا کیا اُسے شری سوامی گوبند ہری جی مہاراج نے پھلدائیک بنا دیا۔

LIVES OF GREAT MEN ALL REMIND US,

WE CAN MAKE OUR LIVES SUBLIME

AND DEPARTING LEAVE BEHIND US

FOOT PRINTS ON THE SANDS OF TIME.

مہاپُرشوں کا جیون ایک روشنی کا مینار ہوتا ہے۔ جس کی روشنی پا کر بھُولے بھٹکے مُسافر راہِ راست پر آجاتے ہیں۔

موت کا سندیش

سوامی گوبند آنند جی مہاراج نے فرمایا ہے:—

س۔ ساتھ سارا ایتھوں چلسی گا۔ کوئی جگ تے نہیں شریر رہسی

پُٹے جان گے تمبُو قنات خیمے۔ نہ کوئی شاہ نہ کوئی وزیر رہسی

ڈیرہ چُکیا جاوسی ساریاں دا۔ نہ کوئی ولی اوتار تے پیر رہسی

گوبند کال والا جدوں بگل وجے۔ نہ امیر رہسی نہ فقیر رہسی

سوامی رام نے فرمایا: —

حبابِ جسم لاکھوں مر مٹے پیدا ہوئے مجھ میں
سدا ہُوں بحرِ واحد لہر ہے دھوکا فراواں کا

سنسار کی اسارتا

چمن کے تخت پر جس دم شہہ گُل کا تجمّل تھا
ہزاروں بُلبلوں کی فوج تھی اِک شور تھا غُل تھا
جب آئے دِن خزاں کے کچھ نہ تھا جُز خارِ گُلشن میں
دِکھاتا باغباں رو رو یہاں غنچہ یہاں گُل تھا

جگ رچنا سب جھوٹ ہے

گور بانی محلہ ۹

جگ رچنا سب جھُوٹ ہے، جان لیو رے میت کہو نانک تھِر نہ رہے، جیوں بالُو کی بھیت
رام گیو، راون گیو جا کو بہُو پریوار کہو نانک تھِر کچھُو نہیں، سپنے جیوں سنسار
چِنتا تا کی کیجیئے جو اَن ہونی ہوئے ایہہ مارگ سنسار کو نانک تھِر نہیں کوئے
جو اُپجیو سو بنس ہے پرے آج کے کال نانک ہر گُن گائے لے چھوڑ سکل جنجال
بل چھُٹکیو بندھن پڑے کچھُو نہ ہوت اُپائے کہو نانک اب اوٹ ہر گج جیوں ہوہو سہائے
بل ہُوا بندھن چھُٹے سب کچھُو ہوت اُپائے نانک سب کچھُو تمرے ہاتھ میں تم ہی ہوت سہائے
سنگ سکھا سب تج گئے کوؤ نہ نبھیو ساتھ کہو نانک ایہہ بپت میں ٹیک ایک رگھُوناتھ
نام رہیو سادھُو رہیو، رہیو گُورو گوبِند کہو نانک ایہہ جگت میں کِن جپیو گُورمنت
رام نام اُر میں گہیو جا کے سم نہیں کوئے جِہہ سمرت سنکٹ مِٹے درس تہارو ہوئے

کو چار چاند لگائے۔ اُن کے اندر نمرتا کا مہان گُن تھا۔ اِتنی مہان ہستی ہوتے ہوئے بھی وہ ابھیمان سے رہت تھے۔ اُن کا آدرش بمصداق حسب ذیل شعر بہت ہی بُلند تھا۔

ہے باغِ جہاں میں گر تجھے ہمتِ عالی
کر گردنِ تسلیم کو خم اور زیادہ
لیتے ہیں ثمر شاخِ ثمر ور کو جُھکا کر
جُھکتے ہیں سخی وقتِ کرم اور زیادہ

اُن کے مہان گنوں کا کہاں تک ورنن کیا جائے؟ ان کا جیون ہم سب کے لئے ایک آدرش تھا۔ وہ اوائل عمر سے لے کر تقریباً چھیاسی ۸۶ سال کی آیو تک گیان مارگ پر ہی گامزن رہے۔ لیکن جپ، تپ، یگیہ، دان، بھجن، ست سنگ، مہاپرشوں کی سیوا، ان تمام شبھ اور شاستریہ کرموں کا کبھی تیاگ نہیں کیا۔ انہوں نے پرم پوجیہ شری ۱۰۸ سوامی گوبند آنند جی مہاراج شِشیہ شری سوامی رام تیرتھ جی مہاراج، مہاتما شری سوامی گورانندتہ ل جی مہاراج اور اُن کے شِشیہ شری سوامی بھگوان سنگھ جی مہاراج کی سیوا اور سنگت سے اپنے مہان آدرش (مُکتی) کو پراپت کیا۔

بھگوان ست سنگ بھون کے روپ میں جو پودا شری سوامی گورانندتہ ل جی مہاراج نے لگایا اور جس کا پالن پوشن کر کے برہم لین ماسٹر ملک راج جی اور شری سوامی بھگوان سنگھ جی مہاراج نے بڑا کیا اُسے شری سوامی گوبند ہری جی مہاراج نے پھلدائیک، بنا دیا۔

LIVES OF GREAT MEN ALL REMIND US,
WE CAN MAKE OUR LIVES SUBLIME
AND DEPARTING LEAVE BEHIND US
FOOT PRINTS ON THE SANDS OF TIME.

مہاپرشوں کا جیون ایک روشنی کا مینار ہوتا ہے۔ جس کی روشنی پا کر بھولے بھٹکے مسافر راہِ راست پر آ جاتے ہیں۔

موت کا سندیش

سوامی گوبند آنند جی مہاراج نے فرمایا ہے:—

س۔ ساتھ سارا ایتھوں چلسی گا۔ کوئی جگ تے نہیں شریر رہسی
پٹے جان گے تمبو قنات خیمے۔ نہ کوئی شاہ نہ کوئی وزیر رہسی
ڈیرہ چُکیا جاوسی ساریاں دا۔ نہ کوئی ولی اوتار تے پیر رہسی
گوبند کال والا جدوں بگل وجے۔ نہ امیر رہسی نہ فقیر رہسی

سوامی رام نے فرمایا : —

حبابِ جسم لاکھوں مر مٹے پیدا ہوئے مجھ میں
سدا ہوں بحرِ واحد لہر ہے دھوکا فراواں کا

سنسار کی اسارتا

چمن کے تخت پر جس دم شہہ گُل کا تجمّل تھا
ہزاروں بلبلوں کی فوج تھی اِک شور تھا غُل تھا
جب آئے دن خزاں کے کچھ نہ تھا جز خارِ گلشن میں
دکھاتا باغباں رو رو یہاں غنچہ یہاں گُل تھا

جگ رچنا سب جھوٹ ہے

گوربانی محلہ ۹

جگ رچنا سب جھوٹ ہے، جان لیو رے میت
کہو نانک تھر نہ رہے، جیوں بالو کی بھیت
رام گیو، راون گیو جاکو بہو پریوار
کہو نانک تھر کچھو نہیں، سپنے جیوں سنسار
چنتا تاکی کیجیئے جو ان ہونی ہوئے
ایہہ مارگ سنسار کو نانک تھر نہیں کوئے
جو اپجیو سو بنس ہے پرے آج کے کال
نانک ہر گن گائے لے چھوڑ سکل جنجال
بل چھٹکیو بندھن پڑے کچھو نہ ہوت اپائے
کہو نانک اب اوٹ ہر گج جیوں ہوہو سہائے
بل ہوا بندھن چھٹے سب کچھو ہوت اپائے
نانک سب کچھو تمرے ہاتھ میں تم ہی ہوت سہائے
سنگ سکھا سب تج گئے کوؤ نہ نبھیو ساتھ
کہو نانک ایہہ بپت میں ٹیک ایک رگھوناتھ
نام رہیو سادھو رہیو، رہیو گورو گوبند
کہو نانک ایہہ جگت میں کن جپیو گورمنت
رام نام اُر میں گہیو جاکے سم نہیں کوئے
جہہ سمرت سنکٹ مٹے درس تہارو ہوئے

کرم یوگی کون ہے؟

یوگیراج شری سوامی شِوانند جی سرسوتی

کرم یوگی کام، کرودھ، لوبھ اور اہنکار سے آزاد ہوتا ہے۔ اگر اس میں ان دوشوں کے نشان موجود بھی ہوں تو ان کو نکالنے کی کوشش کرتا ہے۔ وہ اِس جنم میں یا اگلے جنم میں اپنے شُبھ کرموں کے پھل کی آشا نہیں رکھتا۔ وہ نام، شہرت، عزت، قدر، تعریف اور شکریہ وغیرہ کا خواہشمند نہیں ہوتا۔ اس کا چال چلن بے داغ ہوتا ہے۔ وہ ان صفتوں کو آہستہ آہستہ حاصل کرتا ہے۔ وہ عاجز ہوتا ہے اور حسد، نفرت، سختی وغیرہ سے آزاد ہوتا ہے۔ ہمیشہ میٹھا بولتا ہے۔ کوئی مغرور اور حاسد شخص جو لوگوں سے مان اور عزت چاہتا ہے، دوسروں کی خدمت کیسے کرسکتا ہے؟

کرم یوگی ایک پریم بھری اور ہمدردانہ خصلت رکھتا ہے۔ وہ ہر شخص کے ساتھ بلا لحاظ ذات پات مذہب اور رنگ کے اچھی طرح مِلتا جُلتا ہے۔ اُس میں پریم، دَیا، ہمدردی، برداشت وغیرہ گُن ہوتے ہیں۔ وہ دوسروں کے سوبھاؤ اور طریقوں کے مطابق اپنا آچار بنا لیتا ہے۔ اس کے من میں سدا آنند رہتا ہے۔ وہ سم درشٹی رکھتا ہے۔ اوروں کی بھلائی میں خوش ہوتا ہے۔ وہ شخص جس میں چڑچڑا پن ہے اور جو معمولی باتوں سے جھٹ غصہ میں آجائے یعنی زود رنج ہو۔ کرم یوگ کے راستہ کے لئے قطعی ناقابل ہے۔ کرم یوگی کی اِندریاں اس کے قابو میں ہوتی ہیں۔ وہ سادہ جیون بسر کرتا ہے۔ وہ اس بات کو مدِنظر رکھتا ہے کہ اگر عیاشی کی زندگی گزارے اور اپنے لئے ہی ہر چیز کی خواہش کرے تو اوروں کو کیا دے سکے گا۔ وہ خود غرضی کو جلا کر خاک کر دیتا ہے۔

کرم یوگی اپنے جسم کو تندرست اور مضبوط بنانے کی کوشش کرتا ہے۔ اگر اس کا شریر کمزور اور دُبلا ہوگا تو سیوا کیسے کرسکے گا؟ لیکن اپنے جسم کی بہت حفاظت کرتے ہوئے بھی اس میں جسم کے لئے ذرہ بھر بھی موہ یا دلبستگی نہیں ہوتی۔ وہ اپنے شریر کو ایک نیک کام میں قربان کر دینے کے لئے ہمیشہ تیار رہتا ہے۔ مگر صحت ٹھیک رکھنے کے لئے باقاعدہ ورزش کرتا ہے۔ آسن اور پرانایام کرتا ہے اور اچھی مقوی خوراک کھاتا ہے۔

وہ بے عزتی، بدنامی، گستاخی، سخت کلامی، گرمی، سردی اور شاریرک بیماریوں کو خندہ پیشانی سے سہن کرتا ہے۔ اس میں قوت برداشت بہت ہوتی ہے۔ وہ اپنے آپ میں، ایشور میں، شاستروں میں اور اپنے گورو کے وچنوں میں پورا وشواس رکھتا ہے۔ ایسا آدمی ہی اچھا کرم یوگی بن سکتا ہے۔ وہ ہی دیش کی اور مصیبت زدہ

خوبیوں میں سے چند ایک بھی ہوں تو باقی گن خود ہی آجاویں گے۔ بشرطیکہ کرم یوگ کے میدان میں سنجیدگی سے کام کرو۔ ایشور کی سیوا میں زور شور سے لگ جاؤ۔ اپنے شریر کو بھول جاؤ۔ شردھا، پریم اور حوصلہ رکھ کر کام کرو۔ یہ بگل بجا دو کہ میں اب ضرور سچا کرم یوگی بنوں گا۔

ایک بڑا زمیندار یا ساہوکار غریبوں کا خون چوس کر ایک محل بناتا ہے۔ اپنے ستر لاکھ روپے کے نقد اثاثہ میں سے ایک لاکھ ہندو یونیورسٹی کو دان کر دیتا ہے۔ دو لاکھ روپے سے مندر بنواتا ہے اور سنگ مرمر کے ٹکڑے پر موٹے حرفوں میں اپنا نام کھدوا کر مندر میں سامنے ہی لگوا دیتا ہے۔ یہ کرم یوگ نہیں۔ یہ نام اور شہرت حاصل کرنے کے لئے اشتہار بازی ہے۔ اس کے برعکس ایک غریب مزدور تمام دن پسینہ بہا کر آٹھ آنے کماتا ہے اور چار بھوکے بیمار آدمیوں کو بھوجن کھلانے کے لئے وہی آٹھ آنہ دان کر دیتا ہے۔ اور اس روز خود بھوکا رہتا ہے۔ یہ سچی قربانی ہے۔ یہ اصلی کرم یوگ ہے۔

پرانے زمانہ میں دکن میں مدورا میں پانڈیہ خاندان کے راجہ حکمران تھے۔ ایک راجہ نے ایک دفعہ بھگوان سوم سندر ایشور کا اتسو منانے میں دو لاکھ روپیہ خرچ کیا۔ اس کو بڑا ابھیمان ہو گیا۔ اس نے خیال کیا کہ میں شو جی مہاراج کا بڑا بھگت ہوں۔ میں نے مہادیو کی پوجا میں ایک بہت بڑی رقم خرچ کی ہے۔ ہزاروں براہمنوں، سادھوؤں اور غریب لوگوں کو کھانا کھلایا ہے۔ میں نے براہمن پنڈتوں کو بہت قیمتی تحائف دیئے ہیں۔ شو جی مہاراج نے اسی رات اس کو خواب میں درشن دیئے۔ اور کہا۔ اے راجہ! اپنی نیکی، بھگتی اور خیرات کا غرور نہ کر۔ میں تجھ سے بالکل خوش نہیں ہوں۔ جہاں ابھیمان ہے وہاں سچی بھگتی اور پریم نہیں ہو سکتی۔ جا اور میرے عاجز بھگت لکڑہارے کو دیکھو۔ جو دیگمانی ندی کے کنارے ایک چھوٹی سی جھونپڑی میں رہتا ہے۔ جا اس سے سیکھ لے اصلی بھگتی کیا ہے؟

راجہ کو بہت دکھ ہوا۔ اگلی صبح وہ لکڑہارے کو دیکھنے اس کی جھونپڑی میں گیا اور پوچھا کہ وہ شو جی کی پوجا کس طرح کرتا ہے؟ اس نے نہایت مسکین آواز میں جواب دیا۔ اے راجہ! میں دو آنے روز کماتا ہوں۔ اس میں سے ایک آنہ اپنی خوراک پر خرچ کرتا ہوں۔ تین پیسے دان کرتا ہوں اور روزانہ ایک پیسہ بچاتا ہوں۔ ہر سوموار کو میں کچھ ٹوٹے ہوئے چاول اور گڑ سے کھیر بناتا ہوں اور اسے مہادیو جی کی بھینٹ کرتا ہوں۔ جب میں لکڑی کاٹتا ہوں تو ہمیشہ شو۔ شو۔ شو کا جاپ کرتا رہتا ہوں۔ میں اسے ہر وقت یاد رکھتا ہوں۔ یہ میری بھگوان کے لئے بھگتی ہے۔ مجھے اور کچھ نہیں آتا۔

راجہ لکڑہارے کی سادگی، عاجزی، پریم بھاؤ بھگتی اور شردھا سے بہت خوش ہوا اور اس کے لئے ایک چھوٹی سی عمارت بنوا کر ایسا انتظام کر دیا کہ تمام عمر اس کو روٹی کا فکر نہ رہے۔ اس کی زندگی سے راجہ نے عملی سبق سیکھے اور ایک سچا اور عاجز بھگت بن گیا۔ اس کے ابھیمان، غرور اور اہنکار کا ناش ہو گیا۔

حضرت مسیح نے کہا ہے کہ اس طرح کام کرو جو تمہارا دایاں ہاتھ کرے اس کی بائیں ہاتھ کو بھی خبر

نہ ہو۔ جب خدمت کرو تو عاجز اور مسکین ہو کر کرو۔ تمہاری موت کی بھی کسی کو خبر نہ ہو۔ کسی کو تمہارے نام کا بھی پتہ نہ لگے۔ نیکی کام کرو اور دوسروں کی سیوا کرو۔ تعریف اور قدر کی آشا نہ رکھو۔ تب ہی تمہاری آتما کی اصلی خوشبو باہر آئیگی۔"

اے کرم یوگ کے راستے پر چلنے والے پیارے دوستو! اپنے من کو شدھ اور سچا بناؤ۔ نام اور شہرت کے سایہ روپی کھلونوں کے پیچھے مت دوڑو۔ یہ شہرت اور عزت دھوکا ہے۔ یہ تو صرف ہوا کی لہریں ہیں۔ اس مایا جال میں کوئی شخص مستقل نام نہیں پا سکتا۔ کیا کوئی شری ویاس، وششٹ جی، بکرماجیت، یاگیہ ولک، نام دیو اور جڑ بھرت کو اب یاد کرتا ہے؟ بہت سی بڑی بڑی آتمائیں آئیں اور چلی گئیں۔ نام اور شہرت کو گندگی اور زہر کے برابر سمجھو۔ یہ جگت است ہے۔ جھوٹی فانی چیزوں کی پرواہ نہ کرو۔ ہمیشہ رہنے والی ست چیز کا خیال رکھو۔ ایشور کا دھیان رکھتے ہوئے اور سچے بھاؤ سے خاموشی کے ساتھ لگاتار بے غرض سیوا کرو۔

اپنے انتریامی کو پہچانو اور ایک سچے کرم یوگی بن جاؤ!

عاشقی کے دم سے شیدائی صفِ اوّل میں ہے

شری نریندر ناتھ شرما نریندر۔ ریٹائرڈ سب انسپکٹر پولیس

کس کے قدموں کی یہ آہٹ آج میرے دل میں ہے
کون ہے جو عشوہ فرما آج اِس محفل میں ہے

عارف و عابد بھی گو ہیں راہِ حق پر گامزن
عاشقی کے دم سے شیدائی صفِ اوّل میں ہے

اُس کے دیوانے کی شانِ ہوشمندی دیکھیے
بے نیازِ ہستیٔ جز۔ جذب کیسا کل میں ہے

پہلوئے آغوشِ حق ہیں۔ رنج و راحت یا یقیں
کارفرماں جو زیاں میں ہے وہی حاصل میں ہے

طالبِ دُنیا کے لب پر بھی ہے گو آہ و فغاں
دیکھنا ہے دردِ فرقت کس قدر سائل میں ہے

ہو ادائے فرض پر بے غرض انساں کی نظر
گامزن ہو راستی پر، ہر قدم منزل میں ہے

دِل کسی کا توڑنا خالق سے ہے منہ موڑنا
دل دہی اُس کی عبادت ہے کہ وہ ہر دل میں ہے

ہم نے مانا قالبِ انساں ہے مرہونِ فنا
نُورِ حق لیکن نہاں اِس جسمِ آب و گِل میں ہے

کون کہتا ہے عدم سے ہو گیا گُل کا ظہور
ہستیٔ دائم نہاں جو تھی عیاں اب گُل میں ہے

سہہ رہا ہے صورتِ بسمل اِدھر جور و ستم
جبر و استبداد کی صورت اُدھر قاتل میں ہے

آشنائے رازِ حق تُو کاش ہو پاتا نریندرؔ
رات دن نادان غلطاں، عالمِ باطل میں ہے

رُباعی

کیا عفو پہ قادر نہیں تو اِتنا بتا دے
پھر تیری رضا بندے کو جو چاہے سزا دے
عاجز ہے ستم خیزئے قسمت سے نریندرؔ
بگڑی نہیں بن سکتی تو تقدیر مٹا دے

رُباعی

کرتا ہوں فخر ذرّے ہیں احساس ذات کا
تُو نے یوں رُخ بدل دیا آ کر حیات کا
دونوں جہاں سے آج نریندرؔ ہے بے نیاز
ادنیٰ سا معجزہ ہے تیری اِلتفات کا

بھگت لاکھاجی

خزاین کا مالک وہی ایشور ہے

مارواڑ دیش میں لاکھاجی ایک مشہور بھگت ہوئے ہیں۔ وہ اتنے سادھو سیوک بھگت پریمی تھے کہ اُن کی شہرت کی دھاک دُور دُور تک پھیل گئی۔ حتیٰ کہ وہاں کے راجا کو بھی آپ سے بڑی بھاری عقیدت ہو گئی۔ راجہ اُن کی سیوا اپنے لیے سوبھاگیہ خیال کرتے تھے۔ لیکن وہ حتی الوسع راج دھن سے پرہیز کرتے تھے اور جو کچھ اُنھیں اپنی مزدوری سے میسّر آتا تھا اُسی میں گزران ہوتی تھی۔ اُن کا قول تھا کہ جو لوگ اپنی قلیل ترین کمائی میں ہی کسی دوسرے سے اُمید رکھے بغیر خوشی خوشی گزارہ کر سکتے ہیں وہی دُنیاوی پدارتھوں کی محبت سے آزاد ہو سکتے ہیں اور اِسی لئے غریبی ایک بڑی برکت کہی گئی ہے۔

"واہ غریبی رنگلی جو گورِ ملے فقیر"

یہ اُن کا ہی مقولہ ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ غریبی ایک نہایت ہی رنگین اور خوبصورت شے ہے۔ بشرطیکہ شکھشا دینے والا کوئی کامل فقیر ہو۔

جب آپ کی لڑکی کی شادی کا وقت آیا تو ہزار ہا روپے کا سامان راجہ نے لڑکی کی شادی کے لیے اُن کے ہاں بھیج دیا۔ وہ بہت منع کرتے رہے۔ لیکن راجہ کے آدمی زبردستی وہ سامان اُن کے گھر میں پھینک ہی گئے۔ اِسی طرح اور بھی کئی شردھالو سجنوں نے اُن کے ہاں بہت سی اشیائے پہنچا دیں۔ مگر اُن کا تو نکتہ نگاہ ہی اور تھا۔ وہ تو اپنی کمائی اور اپنی حیثیت سے بڑھ کر ایک کوڑی بھی خرچ کرنے کو تیار نہ تھے۔ اِس لیے لڑکی کی شادی کے ساتھ ہی اُنھوں نے ایک یگیہ بھی آرمبھ کر دیا۔ لڑکی کی شادی پہ اپنی کمائی کے صرف پچاس روپے خرچ کیے اور باقی جو کچھ راج محل یا عقیدت مندوں کے گھر سے آیا ہوا تھا، سارے کا سارا یگیہ کے موقعہ پر غریب غُربا لوگوں میں تقسیم کر دیا۔

صرف اپنا ہی اور وہ بھی نیک نیتی اور محنت سے کمایا ہوا دھن کھانا نفس ضبط کے لیے بہت ضروری ہے۔ وہ کہا کرتے تھے کہ جو ضبطِ نفس کا عامل نہیں اُس کی دِل کی تمنائیں کبھی شانت نہیں ہو سکتیں جو دِشئے واسناؤں میں اٹک جاتا ہے، وہ پربھو کے راہ پر کیسے آئے گا؟ اِس لیے پربھو کے ساتھ پریم اور پریتی بڑھانے والے لوگوں کو کبھی بھی کسی کے دھن کی طرف آنکھ اُٹھا کر نہیں دیکھنا چاہیئے۔

(ادم تھم)

ایشور اور جگت

س :۔ کیا ایشور موجود ہے؟ اور اگر ہے تو اس کی ہستی کا ثبوت کیا ہے؟

ج :۔ جو ہے اُسی کا نام ایشور یا برہم ہے۔ اور ہونے سے کون اِنکار کر سکتا ہے۔ کیونکہ اِنکار بھی وہی کر سکتا ہے جو ہے۔ جیو کہو، جگت کہو، رُوح کہو، مادہ کہو، کچھ بھی کہو، ہر حال میں ہونا بذاتِ خود ثابت ہے۔ اور ثابت کرنے سے پہلے ثابت کرنے والا موجود ہے۔ ثبوت درکار ہوتا ہے ظہورات کے لیئے چیزوں اور واقعات کے لیئے۔ ہے (ہونا) تو سب ثبوتوں کی پہلی بُنیاد اور آخری حد ہے۔ اِسلیئے ایشور کی ہستی کا ثبوت مانگنا یا پیش کرنا بے سمجھی کی علامات ہیں۔

س :۔ کیا ایشور یا برہم نے اِس دُنیا کو پیدا کیا ہے؟ اگر یہ بات ہے تو کس لئے کیا ہے؟

ج :۔ ایشور (برہم) نے دُنیا کو پیدا نہیں کیا بلکہ وہ خود ہی دُنیا کی بے شمار شکلوں اور حیرت آمیز خوبصورتیوں میں پیدا (نمودار۔ ظاہر) ہو رہا ہے۔ سُورج کرنوں کو پیدا نہیں کرتا۔ خود اُن کے ذریعہ ظاہر ہوتا ہے۔ بیج درخت کو پیدا نہیں کرتا۔ خود ہی درخت کا رُوپ دھارن کرتا ہے۔ اِسی طرح یہ دُنیا ایشور (برہم) کا غیر نہیں ہے۔ اور نہ ایشور سے ملنے کے لیئے دُنیا سے بھاگنے یا اُسے بھُلانے کی ضرورت ہے۔ یہ دُنیا مکانی طور پر اُسی ذات کی تنتنی پوشاک ہے۔ اور زمانی طور پر اِسی حقیقت کا پُر سرور گیت ہے۔ ایشور اور جگت دو جُداگانہ ہستیاں نہیں ہیں۔ اگر ایسا ہو تو ایشور محدود ہوگا کیونکہ جو کچھ بھی اِس کے سوا، اِس سے علیحدہ اس کا غیر تصوّر ہوگا وہی اُس کی ہستی یا طاقت کی حد ہو جائے گی۔ اور محدود ایشور (برہم) کے الفاظ بے معنی ہونگے۔ یہ دُنیا کسی غرض سے پیدا نہیں ہوئی۔ غرضمند ہمیشہ نامکمل ہوتا ہے۔ یہ تو ایشور (برہم) کی پورنتا اور آنند کا سوبھاوِک (خود بخود) اُچھالا ہے۔ غرض کا سوال صرف محدود خودی کی زندگی میں معنی رکھتا ہے۔ اور اس لیئے خودی اپنی تاریکی جہالت میں برہم کے متعلق ایسے بچگانہ سوالات اُٹھایا کرتی ہے۔ جو خود ہی غلط اور بے معنی ہیں۔ ان کا جواب ہو تو کیا ہو؟ جس طرح سُورج کا سوبھاؤ چمکنا اور پھول کا سوبھاؤ کھلنا ہے، اِسی طرح حقیقت (برہم) کا سوبھاؤ جگت کے رُوپ میں خود بخود نمودار ہونا ہے۔

جگت کی پیدائش زمانے میں نہیں ہوئی۔ سُورج پہلے تھا اور کرنیں بعد میں نکلنے لگیں۔ ایسا کہنا بے معنی ہے۔ سُورج اور کرنیں، برہم اور جگت لازم ملزوم ہیں۔ اور جب ہم بلا سوچے سمجھے کہہ دیتے ہیں کہ جگت سے پہلے کچھ نہ تھا۔ کیول برہم (ست) ہی تھا تو یہ نہیں جانتے کہ "پہلے" کا لفظ تو زمانہ ظاہر کرتا ہے اور زمانہ خود جگت کا ایک جزو ہے۔ اِس لیۓ جگت سے "پہلے" کہنے کے معنی یہ ہوں گے کہ جگت سے پہلے جگت موجود

نادرن ریلوے
ٹائم ٹیبل

بذریعہ نوٹس ہذا عوام کو مطلع کیا جاتا ہے کہ اس ریلوے کا اگلا ٹائم ٹیبل یکم اکتوبر ۱۹۷۶ء سے نافذ العمل ہوگیا ہے۔ اہم تبدیلیاں حسب ذیل ہیں۔

جو نئی ٹرینیں چلائی جا رہی ہیں: ——

(i) امرتسر اور لدھیانہ کے درمیان 29 ستمبر ۱۹۷۶ء سے حسب ذیل مقررہ اوقات پر انٹرسٹی ایکسپریس ٹرین چلائی گئی ہے۔

118 ڈاؤن				117 اپ
7-40	روانگی	امرتسر	آمد	12.15
8.45	آمد	جالندھر سٹی	روانگی	11.11
8.48	روانگی		آمد	11.08
9.45	آمد	لدھیانہ	روانگی	10.15

(ii) نئی دہلی اور سکندرآباد کے درمیان مندرجہ ذیل مقررہ اوقات پر ہفتہ میں دو روز ایکسپریس ٹرین چلا کرے گی۔ جس کا نام آندھرا ایکسپریس ہوگا۔

124 اپ　　　123 ڈاؤن

منگلوار اور شکروار 7.00 بجے روانگی نئی دہلی آمد 13.00 بجے سوموار اور ویروار

بدھوار اور سنیچروار 5.30 بجے آمد سکندرآباد روانگی 13.10 بجے اتوار اور بدھوار

123 ڈاؤن 3 اکتوبر ۱۹۷۶ء سے سکندرآباد سے چلنا شروع ہوگی۔

124 اپ 5 اکتوبر ۱۹۷۶ء کو نئی دہلی سے چلنا شروع ہوگی۔

(iii) بھٹنڈہ اور ابوہر کے درمیان مندرجہ ذیل مقررہ اوقات پر ایک نئی ٹرین نمبر 1BA/2BA چلنا شروع ہوگی۔

1 BA			2 B	
20.08	آمد	ابوہر	روانگی	20.48
17.30	روانگی	بھٹنڈہ	آمد	23.40

نوٹ :۔ اِس ٹرین کے چلنے سے وہ کمی جُزوی طور پر پُوری ہو جائیگی جو اکتوبر ۱۹۷۴ء میں ابوہر او بھٹنڈہ کے درمیان 339 UP / 340 DN ٹرین کے منسوخ ہو جانے سے پیدا ہو گئی تھی۔

(IV) جودھپور اور اودے پور کے درمیان ایک سیدھی ٹرین نمبر 222 ڈاون / 221 اپ چلا جائے گی۔ اِس کے لِئے اُتری ریلوے کی ٹرینوں 1 JJM / 2 JJM کو پچھمی ریلوے کی ٹرینوں 21UP/220DN میں مدغم کر دیا جائے گا۔ اِن ٹرینوں کے مقرّرہ اوقات حسبِ ذیل ہیں۔

222 ڈاون			221 اپ	
18.50	آمد	جودھپور	روانگی	10.20
15.50	روانگی	مارواڑ	آمد	13.35
13.30	آمد		روانگی	14.42
5.45	روانگی	اودے پور	آمد	22.21

(V) ہردوار اور چندوسی کے درمیان ایک سیدھی ٹرین نمبر 1 CH / 2CH چلائی جائیگی۔ اِس کے لِ ٹرین نمبر 1CM/6CM کو 1MH/2MH میں مدغم کیا جائے گا۔ ٹرین کے مقرّرہ اوقات حسبِ ذیل ہیں:

1CH			2CH	
11.55	آمد	ہردوار	روانگی	15.50
6.20	روانگی	مُرادآباد	آمد	21.25
5.50	آمد		روانگی	22.05
4.25	روانگی	چندوسی	آمد	23.30

یکم اکتوبر ۱۹۷۴ء کو منسوخ کردہ ٹرینوں کی بحالی

(i) جالندھر سٹی اور ہوشیارپور کے درمیان 5JH / 8 JH

5 JH			8 JH	
11.25	آمد	جالندھر سٹی	روانگی	11.35
10.05	روانگی	ہوشیارپور	آمد	12.50

(ii) 3AD/4AD امرتسر اور ڈیرہ بابا نانک کے درمیان

4 AD			3 AD	
16.10	آمد	امرتسر	روانگی	11.30
14.20	روانگی	ڈیرہ بابا نانک	آمد	13.35

(iii) 1SR (پرانا نمبر 3BRR) / 2SR (پرانا نمبر 4BRR)

ریواڑی اور سڈول پور کے درمیان

1SR				2SR
17.45	روانگی	ریواڑی	آمد	7.40
22.25	آمد	سڈول پور	روانگی	3.15

ٹرینوں میں توسیع

(i) لکھنؤ اور الہ آباد کے درمیان چلنے والی ٹرین 70 ڈاؤن/69 اپ براستہ چُونار چوپان تک آنے جانے لگے گی۔ مقررہ اوقات حسب ذیل ہیں۔

70 ڈاؤن				69 اپ
16.40	روانگی	لکھنؤ	آمد	9.50
21.30	آمد	الہ آباد	روانگی	5.00
22.40	روانگی		آمد	3.35
4.45	آمد	چوپان	روانگی	22.20

ٹرینوں کی آمد و رفت میں اضافہ

بمبئی وی ٹی اور لکھنؤ کے درمیان ان دنوں ہفتہ میں تین روز چلنے والی ٹرین 15DN/116UP اب روزانہ مندرجہ ذیل نظرثانی شدہ اوقات پر چلا کرے گی۔ یہ ٹرینیں فرسٹ اور سیکنڈ کلاس دونوں کے مسافر لے جایا کریں گی۔

116 اپ				115 ڈاؤن
7.50	روانگی	لکھنؤ	آمد	19.50
14.30	آمد	جھانسی	روانگی	13.25
14.50	روانگی		آمد	13.05
15.40	آمد	بمبئی	روانگی	15.20

نوٹ:- نظرثانی شدہ انتظامات پر بمبئی سے یکم اکتوبر ۱۹۷۶ء اور لکھنؤ سے 3 اکتوبر ۱۹۷۶ء کو عمل کیا جانا شروع ہوگا۔

ٹرینوں کی منسوخی

ٹرین نمبر	وہ سیکشن جس کے درمیان منسوخ کی گئی ہے
1AP/2AP	امرتسر سے پٹی تک (مسافروں کی کمی کے باعث)

ڈیزل سے چلنے والی ٹرینیں

(i) 93UP/94DN جودھپور میل گاڑیاں اب ڈیزل سے چلائی جائیں گی۔ ان کے نظرثانی شدہ اوقات حسب ذیل ہوں گے۔

93 اَپ				94 ڈاؤن
20.30	روانگی	دہلی	آمد	6.00
4.34	آمد	رتن گڑھ	روانگی	21.20
4.59	روانگی		آمد	20.55
12.15	آمد	جودھپور	روانگی	13.45

(ii) 31 UP / 32 DN فرنٹیئر میل گاڑیاں (سہارنپور اور امرتسر کے درمیان)

3/31 UP				32 DN / 4 UP
19.15	آمد	دہلی	روانگی	8.10
21.15	روانگی		آمد	6.50
1.00	آمد	سہارنپور	روانگی	3.00
1.10	روانگی		آمد	2.50
7.10	آمد	امرتسر	روانگی	21.10

31- اَپ ٹرین کی رفتار میں 35 منٹوں کا اور 32 ڈاؤن کی رفتار میں 30 منٹوں کا اضافہ کیا جا رہا ہے۔

(iii) 1 UP / 2 DN دہلی اور کالکا کے درمیان

1 اَپ				2 ڈاؤن
19.45	آمد	دہلی	روانگی	8.00
21.50	روانگی		آمد	6.35
4.35	آمد	کالکا	روانگی	0.20

1 اَپ کی رفتار میں 70 منٹوں اور 2 ڈاؤن کی رفتار میں 35 منٹوں کا اضافہ کیا جا رہا ہے۔

بجلی سے چلنے والی ٹرینیں :-

نمبر 83 اَپ / 84 ڈاؤن دہلی اور وارانسی ایکسپریس ٹرینیں غازی آباد اور کانپور کے درمیان الیکٹرک ٹریکشن (بجلی سے) چلا کریں گی۔

عارضی اور تجرباتی طور پر فراہم کردہ نئے سٹاپ جنہیں ٹائم ٹیبل میں نہیں دکھایا گیا۔

ٹرین نمبر	سٹیشن
87 UP / 88 DN	BHUCHCHU بھُوچُو
1 JNL / 2 JNL	گُنتالی ہالٹ
2 RB	کشن گڑھ بلاواس ہالٹ

موجودہ سٹاپ جنہیں ختم کر دیا گیا ہے۔

ٹرین نمبر	وہ سٹیشن جس پر سٹاپ ہٹایا گیا ہے
113 - UP	سری کرشن نگر
114 - DN	چھندرولی اور سری کرشن نگر
4 - UP	راجلو گڑھی
332 - DN	روہانہ کلاں، بامن ہیری، جروداپیرا، سکھوتی ٹانڈہ دورالہ، پرتاپور، محی الدین پور، مراد نگر اور صاحب آباد
1 APJ / 2 APJ	گھگوال
1 AD	کوٹلہ گہراں، ہردوراوال، زنار چھتا

نئے فراہم کردہ کنکشن

158 DN کا کنکشن	پرتاپ گڑھ میں 358 DN کے ساتھ
1 UKN " "	کوروکشیتر میں 47 اپ کے ساتھ
3 JNK " "	کوروکشیتر میں 338 ڈاؤن کے ساتھ
1 UP " "	انبالہ میں 347 اپ کے ساتھ
88 DN " "	انبالہ میں 52 ڈاؤن کے ساتھ
87 UP " "	انبالہ میں 51 اپ کے ساتھ
1 UKN " "	انبالہ میں 3UK کے ساتھ
1 DSU " "	انبالہ میں 3UK کے ساتھ
4 KS ریل موٹر کا کنکشن	کانکا میں 35 UP کے ساتھ
88 DN کا کنکشن	کالکا میں 5KS کے ساتھ
342 DN " "	دہلی میں INDH' 1NGN اور 203 اپ کے ساتھ
81- اپ/103 اپ کا کنکشن	نئی دہلی میں 8 UP کے ساتھ
1 RP کا کنکشن	پرتاپ گڑھ میں 157 UP کے ساتھ
4 GN " "	گجرولہ میں 6MD کے ساتھ
158 DN " "	ہاپوڑ میں 1 KM کے ساتھ
3 ABP " "	پٹھانکوٹ میں 17 UP کے ساتھ
161 UP " "	امرتسر میں 35- اپ کے ساتھ
5 JMP " "	پٹھانکوٹ میں 36- ڈاؤن کے ساتھ
81 UP/103 کا کنکشن	ٹونڈلہ میں 356- ڈاؤن کے ساتھ

یکم اکتوبر ١٩٧٦ء سے اتری ریلوے پر 56 میل/ ایکسپریس ٹرینوں کی رفتار 5 منٹوں سے 120 منٹوں تک بڑھا دی جائے گی۔

یکم اکتوبر ١٩٧٦ء سے اتری ریلوے پر 114 پسنجر ٹرینوں کی رفتار 5 منٹوں سے ٩٠ منٹوں تک بڑھا دی جائیگی

(۱) ٹرین کے نمبروں میں تبدیلی:۔

مندرجہ ذیل ٹرینوں کے نمبر تبدیل کیے گئے ہیں:۔

ٹرینوں کے پرانے نمبر	ٹرینوں کے نئے نمبر 1-10-76 سے	ریمارکس
27 اپ/ 28 ڈاؤن فلائنگ میل	47 اپ/ 48 ڈاؤن فلائنگ میل۔	47 حضرت نظام الدین سے 48 امرتسر سے
48/47 دادر ایکسپریس	27/28 دادر ایکسپریس۔	28 وارانسی سے 27 دادر سے
163/164 سابرمتی ایکسپریس	165/166 سابرمتی ایکسپریس۔	166 وارانسی/ فیض آباد سے 165 احمد آباد سے
165 اپ/ 166 ڈاؤن سنگم ایکسپریس	163 اپ/ 164 ڈاؤن سنگم ایکسپریس۔	163 الہ آباد سے۔ 164 میرٹھ سے
95 اپ/ 96 ڈاؤن مارواڑ میل	96/95 مارواڑ میل۔	96 بیکانیر سے۔ 95 مارواڑ سے

اس ریلوے کے بیکانیر اور جودھپور ڈویژنوں پر ٹرینوں کے نمبروں میں حسب ذیل تبدیلی کی گئی ہے۔

بیکانیر ڈویژن:۔ تمام پسنجر گاڑیوں کے ساتھ شروع میں لگایا گیا لفظ "بی" (B) ختم کر دیا گیا ہے۔

جودھپور ڈویژن:۔ تمام پسنجر گاڑیوں کے ساتھ شروع میں لگایا گیا لفظ "جے" (J) ختم کر دیا گیا ہے۔

(۱۱) ٹرینوں کے ایام میں تبدیلی:۔

132 اپ اور 160 اپ جینتی جنتا ایکسپریس ٹرینوں کی آمد و رفت کے دنوں میں مندرجہ ذیل تبدیلی کی گئی ہے:

132 - حضرت نظام الدین سٹیشن سے سوموار - منگلوار - ویروار - شکروار اور سنیچروار

160 - حضرت نظام الدین سٹیشن سے بدھوار اور اتوار

نوٹ :- تاوقت نوٹس ثانی 160/ 159 ٹرینیں سکندر آباد کے راستہ آنے جانے کی بجائے وزیاوا(VIZYAW) سے ہو کر چلا کریں گی۔

131 ڈاؤن اور 159 ڈاؤن کے وقت میں کوئی تبدیلی نہیں کی گئی۔

ٹرینوں کے اوقات میں اہم تبدیلیاں

116 اپ اب 10-15 بجے کی بجائے 7-50 پر لکھنؤ سے روانہ ہوا کرے گی۔

115 ڈاؤن اب 17-05 کی بجائے 19-50 پر لکھنؤ پہنچا کرے گی۔

44 اپ 7-50 کی بجائے 10-15 پر لکھنؤ سے روانہ ہوگی۔

43 ڈاؤن 20-05 کی بجائے 17.05 پر لکھنؤ پہنچا کریگی۔

1 UP اپ 22-40 کی بجائے 21-50 پر دہلی سے روانہ ہو کر کالکا میں 6.35 کی بجائے 4.35 پر پہنچا کریگی۔

2 ڈاؤن کالکا سے 23-45 کی بجائے 0/20 بجے روانہ ہوا کریگی۔

81 / 103 UP 10-20 کی بجائے 9-35 پر نئی دہلی پہنچے گی۔

81 UP / 103 UP / 25 UP اب 19-45 کی بجائے 19-30 پر امرتسر پہنچے گی۔

153 UP اپ اب 12-10 کی بجائے 11.35 پر دہلی پہنچے گی۔

157 UP آئندہ 14-10 کی بجائے 10-15 پر وارانسی سے روانہ ہوگی۔

158 UP اب 14-30 کی بجائے 14-00 پر نئی دہلی سے روانہ ہو کر وارانسی میں 6-35 کی بجائے 5-20 پر پہنچا کریگی۔

160 UP نظام الدین سے 07-00 بجے کی بجائے 9-25 پر روانہ ہوا کریگی۔

78 UP نظام الدین سے 10-00 کی بجائے 12-15 پر روانہ ہوگی۔

131 ڈاؤن / 159 ڈاؤن 14-40 کی بجائے 14-25 پر نظام الدین پہنچا کریگی۔

77 DN اب 16-10 کی بجائے 15-35 پر نظام الدین پہنچے گی۔

155 UP اب 05-00 بجے کی بجائے 4.40 پر نئی دہلی پہنچے گی۔

156 DN اب 12.25 کی بجائے 14-30 پر نئی دہلی سے روانہ ہو کر مغل سرائے میں 01-45 کی بجائے 4-10 پر پہنچا کریگی۔

38 DN اب 21-35 کی بجائے 22.05 پر فیروزپور سے چلکر 05.45 کی بجائے 6-10 پر پہنچا کرے گی۔

332 DN اب 01-30 کی بجائے 24-00 بجے نئی دہلی پہنچے گی۔

164 DN اب 10.40 کی بجائے 10-15 پر الہ آباد پہنچے گی۔
8 DN اب 02-33 کی بجائے 02-03 پر مغل سرائے پہنچا کریگی۔
13 UP اب 10-55 کی بجائے 10-32 پر دہلی پہنچے گی۔
9 UP اب 08-15 کی بجائے 07-55 پر دہرہ دون پہنچے گی۔
57 UP آئیندہ 19-05 کی بجائے 18-45 پر امرتسر پہنچے گی۔
52 DN اب 19-15 کی بجائے 19-40 پر جموں توی سے روانہ ہوگی۔
104 DN اب 05-15 کی بجائے 04-40 پر مغلسرائے پہنچے گی۔
36 DN اب 05-40 کی بجائے 05-15 پر کالکا پہنچے گی۔
38 DN اب 07-45 کی بجائے 07-15 پر کالکا پہنچے گی۔
161 UP اب 20-35 کی بجائے 20-15 پر نئی دہلی پہنچے گی۔
85 آئیندہ 03-3 کی بجائے 03-28 پر مغلسرائے سے روانہ ہوگی۔
81 UP اب 20-45 کی بجائے 19-50 پر مغلسرائے پہنچا کریگی۔
82 DN اب 06-23 کی بجائے 06-31 پر مغلسرائے پہنچے گی۔
357 UP آئیندہ 06-50 کی بجائے 06-20 پر لکھنؤ پہنچے گی۔
377 UP اب 02-40 کی بجائے 3 بجے صبح الہ آباد سے روانہ ہوکر بریلی میں 19-05 کی بجائے 18-50 پر پہنچا کریگی۔
349 UP اب 09-55 کی بجائے 09-15 پر امرتسر پہنچے گی۔
342 DN اب 19-25 کی بجائے 19-45 پر فیروزپور سے چلکر دہلی میں 09-30 کی بجائے 08-40 پر پہنچا کریگی۔
86 DN اب 23-10 کی بجائے 22-58 پر مغلسرائے پہنچے گی۔
32 DN آئیندہ 20-45 کی بجائے 21-10 پر امرتسر سے چلکر 06-55 کی بجائے 06-50 پر دہلی پہنچے گی۔
31 UP اب 07-45 کی بجائے 07-10 پر امرتسر پہنچے گی۔
53 UP اب 08-35 کی بجائے 08-10 پر ننگل ڈیم پہنچے گی۔
3 JRJ اب 15-30 کی بجائے 16-35 پر جیجوں دوآبہ سے چلا کریگی۔
2 JJ اب 10-50 کی بجائے 10-05 پر جیجوں دوآبہ پہنچے گی۔
2 LL آئیندہ 05-20 کی بجائے 04-40 پر لوہیاں خاص سے روانہ ہوکر لدھیانہ 09-25 کی بجائے 08-00 بجے صبح پہنچا کریگی۔
5 JMP اب 19-15 کی بجائے 18-35 پر پٹھانکوٹ پہنچے گی۔
3 UK اب 18-00 کی بجائے 18-45 پر انبالہ چھاونی سے چلکر کالکا میں 20-55 کی بجائے 21-06 پر پہنچے گی۔
5 JF اب 12-55 کی بجائے 12-40 پر جالندھر سٹی سے چلکر فیروزپور 16-55 کی بجائے 16-05 پر پہنچا کریگی۔

JH 11 (پُرانا) / JH 13 (نیا نمبر) ٹرین 23-30 کی بجائے اب جالندھر سٹی میں 23-00 بجے پہنچا کرے گی۔

4 JMP اب 07-30 کی بجائے 07-25 پر پٹھانکوٹ سے روانہ ہو کر 12-05 کی بجائے 11-30 پر جالندھر سٹی پہنچا کرے گی۔

پُرانا نمبر 1 BSB / 1 SBL (نیا نمبر) اب 21-05 کی بجائے بھٹنڈہ سے 20-50 پر چلے گی اور صورت گڑھ میں 06-45 کی بجائے 06-00 بجے پہنچے گی۔

ٹرینوں کے ڈبّوں میں اضافہ

مختلف ٹرینوں کو ڈیزل سے چلانے پر مندرجہ ذیل مزید کوچز ٹرینوں کے ساتھ لگائے جا رہے ہیں

ٹرین نمبر	سیکشن	کوچ کی قسم	کوچوں کی تعداد
1 UP / 2 DN میل	دہلی - کالکا	I کلاس	ایک عدد
گاڑیاں	دہلی چنڈی گڑھ	II کلاس	دو عدد
31 UP / 32 DN	دہلی - امرتسر	I کلاس	ایک عدد
میل گاڑیاں		II کلاس	دو عدد
93 UP / 94 DN	دہلی - جودھپور	I کلاس	ایک عدد
میل گاڑیاں		II کلاس	دو عدد
	دہلی - رتن گڑھ	II کلاس	ایک عدد

مذکورہ بالا اضافے کے علاوہ مندرجہ ذیل میل / ایکسپریس گاڑیوں کے ساتھ II کلاس کے مزید کوچ بھی لگائے جا رہے ہیں۔

ٹرین نمبر	سیکشن	کوچ کی قسم	کوچوں کی تعداد
43 UP / 44 DN میل گاڑیاں	جھانسی - لکھنؤ	II کلاس	پانچ عدد
45 UP / 46 DN ایکسپریس	دہلی - امرتسر	II کلاس	ایک عدد
91 UP / 92 DN میل گاڑیاں	دہلی - بیکانیر	II کلاس	ڈیڑھ عدد

سیدھے / سیکشنل کیریجز (CARRIAGES) کی آمد و رفت میں اہم تبدیلیاں

(۱) دو سیدھے کوچ یعنی ایک کمپوزٹ (مشترکہ) I کلاس اور II کلاس اور ایک دو ٹایر سلیپر کوچ اب آگرہ چھاؤنی اور مرادآباد کی بجائے یہ کوچ ٹرین نمبر 355 / 1CH-2CM/356 آگرہ چھاؤنی اور ہردوار کے درمیان چلا کرے گا۔

کے ساتھ لگا کریں گی۔

(ii) ایک ڈی ٹائر سلیپر کوچ (ہفتہ میں دو بار) جموں توی اور ہردوار کے درمیان ٹرین نمبر 52DN / 350UP - 349 UP / 51 UP کے ساتھ لگایا جائے گا۔ وہ جموں توی سے منگلوار اور شکروار کو ہردوار سے بدھوار اور سنیچروار کو لگا کرے گا۔

(iii) ڈی سیدھے کوچ یعنی ایک فرسٹ I اور II کلاس کا مشترکہ اور ایک 3 ٹائر سلیپر ہفتہ میں 5 روز مدراس کے لئے اور 2 روز حیدرآباد کے لئے لکھنؤ سے لگائے جایا کریں گے انھیں وہاں سے جاتی بار ٹرین نمبر 106DN / 22UP / 52UP کے ساتھ اور واپسی 51DN / 21DN / 105DN کے ساتھ لگایا جائے گا۔ لکھنؤ۔ حیدرآباد سروس لکھنؤ سے منگلوار اور سنیچروار کو اور حیدرآباد سے بدھوار اور سنیچروار کو چلا کرے گی۔ جبکہ لکھنؤ مدراس سروس باقیماندہ 5 ایام پر چلیں گی۔ یہ کوچ اُن موجودہ کوچوں کی جگہ لگائے جا رہے ہیں لکھنؤ۔ مدراس/ حیدرآباد کے درمیان چل رہے ہیں۔

(iv) ایک 3 ٹائر سلیپر کوچ ٹرین نمبر 2/95 - 1/96 کے ساتھ بیکانیر اور احمد آباد کے درمیان لگایا جایا کرے گا۔

ٹرینوں میں سونے کی جگہ کی فراہمی

لکھنؤ اور چوپان کے درمیان 69UP / 70DN ایکسپریس گاڑی کے ساتھ سلیپر کوچز لگیں گے۔ اسی طرح الہ آباد اور سہارنپور کے درمیان 351UP / 352 DN ایکسپریس/ پسنجر گاڑی کے ساتھ اور امرتسر اور جموں توی کے درمیان 1 APJ / 2 APJ پسنجر گاڑی کے ساتھ بھی سلیپر کوچز لگائے جا رہے ہیں۔

ٹرینوں پر فاصلے کی پابندی ختم

8DN / 7UP طوفان ایکسپریس سے سفر کرنے والے سیکنڈ کلاس کے مسافروں کے لئے آگرہ چھاؤنی اور کانپور کے درمیان 160 کلومیٹر تک کے فاصلے کی پابندی ہٹا لی جائے گی۔

ٹرینوں کے اوقات / نئی ٹرینوں کے چلنے / منسوخی / سیدھے / سیکشنل کوچوں وغیرہ کے متعلق مفصل جانکاری حاصل کرنے کے لئے اکتوبر ۱۹۷۶ء کا ریلوے ٹائم ٹیبل دیکھیں جو ریلوے بکنگ / ریزرویشن / انکوائری دفاتر اور اہم سٹیشنوں کے بک سٹالوں پر برائے فروخت دستیاب ہیں۔

R.O. 24

Regd. No. of the Newspaper R. No. 660/57
Monthly 'OM' Delhi
P.O. Regd. No. D. (D) 68